بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
میرے آقا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

المصطفیٰ ﷺ مرکز کے اغراض و مقاصد

عبادت خدا کی	محبت و اطاعت مصطفیٰ ﷺ کی	خدمت مخلوق خدا کی
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا ترجمہ۔ اور صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ (سورۃ النساء-۳۶)	قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ترجمہ۔ اے نبی ﷺ آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (آل عمران-۳۱)	اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ ترجمہ۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا (ترمذی)

جو کام زیادہ کرنے ہیں

☆ قرآن و سنت پر عمل اور دعوت: ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہے گا اور اللہ سے ڈرتا رہے گا اور پرہیزگاری اختیار کرے گا تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔ (النور-۵۲)

☆ مسلم امہ سے فرقہ پرستی و تعصبات کے خاتمے کی کوشش: ترجمہ۔ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں مت پڑو۔ (آل عمران- ۱۰۳)

☆ فلاح اتحاد امت کی کوشش: ترجمہ۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے بھائی کیلئے وہ پسند نہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ (مسلم)

☆ فکر آخرت: ترجمہ۔ جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہے ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔ (الشوریٰ -۲۰)

جو کام بالکل نہیں کرنے

☆ شرک: ترجمہ۔ کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں۔ (الرعد-۳۶) ☆ بدعت: ترجمہ۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ (مسلم)

☆ ظلم: ترجمہ۔ کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (بخاری)

☆ حقوق العباد میں کوتاہی: ترجمہ۔ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مساکین اور قرابت دار ہمسایہ اور غیر قرابت دار ہمسایہ۔ (النساء-۳۶)

جن کا ادب کرنا ہے

☆ اہل بیت اطہارؓ: ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوست رکھو اللہ تعالیٰ کو اس لیے کہ وہ تم کو نعمتیں کھلاتا ہے اور دوست رکھو مجھے اللہ کیلئے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو میرے لیے۔ (ترمذی)

☆ صحابہ کرامؓ: ترجمہ۔ مہاجرو انصار میں سبقت لے جانے والے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے جنہوں نے نیکی میں (ان کی) اتباع کی۔ اللہ سب سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (التوبہ- ۱۰۰)

☆ اولیاء کرام: ترجمہ۔ اللہ کے نیک بندوں میں بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ پوری کر دیتا ہے۔ (مسلم)

☆ علماء کرام: ترجمہ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ (ابوداؤد)

نام کتاب

میرے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ

(سیرت النبی ﷺ)

سلسلہ

تعلیم مصطفےٰ ﷺ

اشاعت دسمبر 2016:

مفت حاصل کرنے کے لیے رابطہ

المصطفےٰ مرکز

چک شاہ پور، 2 کلومیٹر ہرن مینار موٹروے انٹرچینج حافظ آباد روڈ

شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان

فون نمبر: 5115922 300 92+

فہرست مضامین

ولادتِ نبوی اور بچپن

* حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل ۔ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بروز پیر۔صبح کے وقت ۔ (بعض مؤرخین ۹ ربیع الاول بھی بتاتے ہیں)۔۱۸ توت ۱۳۱۹ بخت نصریٰ ۱۸ ماہ سے ۴۰ جلوس نوشیروانی کو پیدا ہوئے ۔(رحمۃ للعالمین)

* حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:''جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے ۔''

(طبقات ابن سعد)

* آپ ﷺ کی ولادت کے وقت جن واقعات کا ظہور ہوا وہ یہ ہیں: ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، مجوس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا، بحیرہ سادہ خشک ہو گیا اور اس کے گرجے منہدم ہو گئے ۔ (بیہقی)

* ابولہب کی لونڈی ثویبہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر دی اس خوشی میں ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ (سیرت رسول عربی)

* جناب عبدالمطلب اپنے پوتے کی خوشخبری سن کر خوشی خوشی تشریف لائے اور آپ ﷺ کو بیت اللہ میں لے جا کر اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔(الرحیق المختوم)

* آپ ﷺ کی کنیز اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو خانہ کعبہ میں آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر دی تھی ۔(تاریخ طبری)

* آپ ﷺ کی ولادت اُم عبدالرحمٰن کے ہاتھوں میں ہوئی۔آپ مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں ۔(سیرت محمدیہ)

* آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ بال منڈوائے گئے اور ان بالوں کے وزن کے بقدر چاندی فقیروں میں خیرات کی گئی ۔ بھاری تعداد میں اونٹ ذبح کر کے گوشت غریبوں اور

مسکینوں میں تقسیم کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

* آپ ﷺ کا نام آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمد اور والدہ نے احمد رکھا۔ (سیرت ابن اسحاق)

* محمد ﷺ کے معنی ہیں جس کی دنیا میں تعریف کی گئی ہو۔ اور احمد کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔ (خصائص الکبریٰ)

* حضور ﷺ نے پیدائش کے فوراً بعد اللہ کو سجدہ کیا اور اللہ سے دعا کی: ''خدایا! میرے واسطے میری امت کو بخش دے۔'' (انوار جمال مصطفیٰ)

* حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے مکہ مکرمہ میں قحط کی حالت تھی آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔ (حیات رسول)

* حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔ آپ کے والد کا نام ابوذ وہیب تھا اور قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ اور کنیت ابو کبشہ تھی۔ (رحمۃ للعالمین)

* شرفائے مکہ کا دستور تھا کہ وہ بچوں کی پیدائش کے آٹھ دن بعد اُن کو دودھ پلانے والی عورتوں کے سپرد کر دیتے تھے، تاکہ ان کے جسم طاقتور اور اعصاب مضبوط ہو جائیں اور وہ خالص اور ٹھوس عربی زبان سیکھ لیں۔ (مدارج النبوۃ)

* مدتِ رضاعت کے دوران حضور ﷺ کی برکات کے ظہور کے جو واقعات رُونما ہوئے ان میں سے چند یہ ہیں: حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا جانور تیز چلنے لگا، حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے جانوروں کے دودھ میں اضافہ، کھیت سرسبز ہو گئے اور قحط سالی خوشحالی میں بدل گئی۔ (زاد المعاد)

* بچپن میں آپ ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہ پکڑتے اور بسم اللہ کہہ کر پکڑتے، کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہ کی، کبھی کپڑوں میں بول و براز نہ کیا، کبھی آپ ﷺ کا ستر ننگا نہ ہوتا۔ (مدارج النبوۃ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ ماہ کی عمر میں بولنا شروع کیا اور جب نو ماہ کے ہوئے تو فصیح کلام کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ (سیرت المصطفیٰ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس کی عمر میں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں۔ (سیرت رسول عربی)

* ولادت کے چوتھے یا پانچویں سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شقِ صدر کا پہلا واقعہ پیش آیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے، جبکہ دوسرا واقعہ دس سال کی عمر میں پیش آیا۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ سال کی عمر تک والدہ کی آغوش میں رہے۔ (تلقیح الفہوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات مدینہ کے قریب ابواء کے مقام پر ہوئی اور اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ مدینہ طیبہ میں بنونجار کے خاندان میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی تھیں، ایک ماہ کے قیام کے بعد واپسی پر ابواء کے مقام پر بیمار ہو گئیں۔ (فقہ السیر ۃ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب اور دادی ہالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی۔ (سیرۃ النبویہ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا آپ کے ساتھ محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے، اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے آپ کا بڑوں کی طرح احترام کرتے۔ (سیرت ابن اسحاق)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا آپ کو دیکھ کر فرماتے: ''بخدا اس کی شان نرالی ہے، اس کو وہ شرف حاصل ہوگا جو نہ کسی عربی کو پہلے ملا اور نہ آئندہ ملے گا۔ (الرحیق المختوم)

* جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو مہینے اور دس دن ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب کا انتقال ہو گیا۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ابوطالب نے کی، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔ (سیرت ابن اسحاق)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں بارش کے لیے دو مرتبہ دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ پہلی مرتبہ عمر کے ساتویں سال اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ اور دوسری مرتبہ عمر کے نویں سال اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ قحط سالی کے دنوں میں بارش کے لیے دعا مانگی۔ (الخصائص الکبریٰ)

* ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے، اپنے ساتھ سُلاتے اور جہاں جاتے ساتھ لے جاتے۔ دستر خوان پر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر نہ بیٹھتے۔ جب تک زندہ رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور حفاظت کی۔ (سیرت وحلانیہ)

جوانی، تجارتی سفر اور شادی:

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ سال کی عمر میں ابوطالب اور حارث بن عبدالمطلب کے ساتھ تجارت کے لیے شام گئے۔ بعض سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر نو سال، گیارہ سال، تیرہ یا چودہ سال بھی بتائی ہے۔ (المواہب اللدنیہ)

* شام کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصریٰ کے مقام پر نصرانی راہب بحیرا سے ملاقات ہوئی، اس کا اصل نام برجیس تھا۔ (الرحیق المختوم)

* بحیرا نے کہا کہ یہ اللہ کے نبی اور رسول ہیں، کیونکہ درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے ہیں، اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی اور چیز کو سجدہ نہیں کرتیں۔ پھر میں انہیں مُہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں، جو کندھے کے نیچے ہے۔ اور ہم ان کا تذکرہ اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں، انہیں واپس بھیج دو۔ (حیات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* جنگِ فجار میں خونریزی کی وجہ سے خیال پیدا ہوا کہ امن کا ایک معاہدہ کیا جائے، اسے حلف الفضول کا نام دیا گیا ہے۔ (المواہب اللدنیہ)

* حلف الفضول کی قرارداد یہ تھی کہ ہم سب ایک ہاتھ بن جائیں گے، اور یہ ہاتھ ظالم کے خلاف اس

وقت تک اٹھا رہے گا جب تک مظلوم کو اس کا حق نہیں مل جاتا۔ (سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے عوض مجھے سرخ اُونٹ بھی پسند نہیں اور اگر زمانۂ اسلام میں مجھے اس عہد و پیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیکی، پارسائی اور حسن معاملہ کی وجہ سے قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق و امین جیسے القاب دیے۔ (تاجدارِ حرم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں شام کا دوسرا سفر کیا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تجارتی قافلے کا سربراہ بنا کر بھیجا تھا۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَوصافِ حمیدہ کی شہرت سنی، پھر ذاتی طور پر واقفیت حاصل کی تو اپنے وسیع کاروبار کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ موزوں پایا۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کش کی کہ آپ ان کا مال لے کر تجارت کے لیے ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام جائیں۔ اور یہ بھی کہا کہ دوسرے تاجروں کو جو معاوضہ میں دیتی ہوں اس سے بہتر آپ کو دوں گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے غلام میسرہ اور اُن کے ایک رشتہ دار حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا۔ (سیرۃ النبویہ)

*اس سفر میں ایک درخت کے نیچے ایک راہب سے ملاقات ہوئی، جس کا نام ''نسطورا'' بتایا جاتا ہے۔ (تاریخ طبری)

*نسطورا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کی بشارت دی اور کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے پہچان لیا کہ اس درخت کے نیچے آج تک نبی ہی ٹھہرے ہیں۔ (تاریخ اسلام)

*اس سفر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام پہنچانے کا یہ انتظام ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی میسرہ بتاتے ہیں کہ جب دوپہر کو گرمی اور دھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتے۔ (سیرت وحلانیہ)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کے غلام میسرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیریں اخلاق، بلند پایہ کردار، موزوں اندازفکر، راست گوئی اور امانت دارانہ طور طریقوں کا ذکر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتوں کے سایہ کرنے کا واقعہ بھی بیان کیا۔(الرحیق المختوم)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی بات کی تھی۔(الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے مشورے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ کرلیا۔(سیرۃ النبویہ)

* نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال دو ماہ اور دس دن تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ (سیرت النبی کامل)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر میں بیس اُونٹ دیے۔اس کے علاوہ پانچ سو مثقال اور بارہ اوقیہ سونے کا ذکر بھی ملتا ہے۔(مدارج النبوۃ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کے علاوہ بنی ہاشم اور رؤسائے مضر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔(الرحیق المختوم)

*ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح پڑھایا۔ ورقہ بن نوفل اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے خطبے دیے۔(مدارج النبوۃ)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تقریباً پچیس سال پونے دس ماہ کا عرصہ رہیں۔ ان کی کل عمر چونسٹھ، پینسٹھ سال کے درمیان تھی۔ (تاریخ اسلام)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں دو فرزند اور چار صاحبزادیاں شامل ہیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔(سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم بن محمد پیدا ہوئے۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تقریباً اٹھائیس برس تھی۔(سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ابوالقاسم تھی۔(سیرۃ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اسلامی دور میں ایک اور صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہ رکھا گیا،لیکن انہیں طاہر اور طیب کے ناموں سے پکارا جاتا۔(سیرۃ الصحابہؓ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے آخری اولاد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں، جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ذی الحجہ آٹھ ہجری کو پیدا ہوئے۔جس مقام پر آپ پیدا ہوئے اس کا نام ''عالیہ'' تھا۔

[انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

* حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر فرمایا: "اے ابراہیم کے والد! آپ پر سلامتی ہو"۔

* صرف سولہ ماہ زندہ رہنے کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

[انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

* حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔آپ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے پانچ سال کے بعد ہوئی۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔(مدارج النبوۃ)

* حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کے تین سال بعد پیدا ہوئیں۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تینتیس سال تھی۔

(بنات اربعہ،سیرت محمدیہ)

* حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے چونتیسویں سال پیدا ہوئیں۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔

(تذکار صحابیات)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت بعثت نبوی کے قریب ہوئی اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ (بنات اربعہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صاحبزادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ (بنات اربعہ)

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش ۱۳ رجب بروز جمعہ عام الفیل کے تیس سال بعد کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے انتیسویں سال پیدا ہوئے۔ (سیرت الصحابہ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کے چونتیسویں سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چار یا پانچ سال تھی۔ (سیرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جنوں اور شیاطین کے چھپ کر سننے پر پابندی لگادی گئی، اور جہاں بیٹھ کر وہ خبریں سنتے تھے وہاں سخت پہرہ لگا دیا گیا۔ اگر کوئی وہاں جاتا تو آگ کے شعلے سے بھسم کر دیا جاتا۔ (سیرت ابن ہشام)

بعثت نبوی اور اعلان نبوت

* رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جسے نئ شریعت اور کتاب دی گئی ہو، جبکہ نبی ایسے پیغمبر کو کہا جاتا ہے جسے نئ شریعت اور کتاب نہ دی گئی ہو، بلکہ وہ پہلی کتاب اور شریعت کی پیروی کرے (علوم القرآن)

* رسولوں اور نبیوں کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، البتہ سب کو برحق ماننا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں افضل اور بلند مرتبے والے ہیں ۔(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* وحی کے لغوی معنی ہیں مخفی طور پر سرعت کے ساتھ کسی بات کو بتلا دینا۔ (علوم القرآن)

وحی ربانی کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ اپنا کلام فرشتے کے بغیر نبی اور رسول کے دل میں القاء کرنا۔

۲۔ حجاب یعنی پردے کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنائی دینا۔

۳۔ کسی پیغامبر فرشتے کے ذریعے پیغام پہنچانا۔

۴۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں اور سچے ہوتے ہیں۔

وحی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔وحی متلو: جس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں وحی متلو کہلاتی ہے۔

۲۔وحی غیر متلو: جس کے الفاظ نازل نہیں ہوتے، بلکہ معنی ،مفہوم اور خیالات القاء کیے جاتے ہیں وہ وحی غیر متلو کہلاتی ہے۔(علوم القرآن)

وحی کی ان دو قسموں کے علاوہ چار قسمیں اور بھی ہیں:

۱۔وحی ظاہر: جو حضور ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے۔

۲۔وحی ظاہر خفی: جو فرشتے کے ذریعے یا القاء کی صورت میں آپ ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوتی تھی۔

۳۔وحی باطنی: مسائل و واقعات پر غور وخوض کے بعد اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کے دل میں کسی ایک بات پر یقین قائم ہوجاتا اور آپ ﷺ وہ بات ارشاد فرمادیتے۔

۴۔وحی مالا: آپ ﷺ جو احکام اپنی رائے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے نافذ فرماتے اور اللہ نے انہیں برقرار رکھا۔(علوم القرآن)

*غارِ حرا مکہ کے مشرق میں دو میل کے فاصلے پر کوہِ حرا میں واقع ہے۔غار کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز تھا۔(الرحیق المختوم)

* آپ ﷺ غارِ حرا میں اللہ کی عبادت کرتے اور غور وخوض فرماتے۔آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔(طبقات ابن سعد)

* آپ ﷺ عموماً رمضان المبارک کا پورا مہینہ یا پھر چند دن غارِ حرا میں قیام فرماتے۔ستّو اور پانی ساتھ لے جاتے اور واپسی پر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے۔(سیرت رسول عربی ﷺ)

* حضور اقدس ﷺ کو ۹ ربیع الاول ۴۱ میلادی بمطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز پیر نبوت عطا کی گئی۔ بعض حضرات کے نزدیک رمضان المبارک میں عطا کی گئی۔(الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام غارِ حرا میں تھا کہ اچانک ایک دن جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اس طرح وحی کا نزول ہوا۔ (سیرت ابن اسحق)

* جبرئیل علیہ السلام کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھٹھک کر رہ گئے۔ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں جدھر دیکھا جبرئیل علیہ السلام نظر آئے۔ (انوارِ محمدیہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کیفیت کو خواب سمجھا، لیکن جب جبرئیل علیہ السلام کی آواز سنائی دی تو حقیقت واضح ہوئی۔ (الخصائص الکبریٰ)

* جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک جھکا لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آغازِ وحی کی تاریخ کے بارے میں دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ۲۱ رمضان بمطابق ۱۰ اگست ۶۱۰ء بروز پیر پیش آیا۔ (رحمۃ للعالمین)

* حضرت جبرئیل علیہ السلام غارِ حرا میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: "اِقْرَأْ" (پڑھو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آغوش میں لے کر زور سے دبایا۔ پھر چھوڑ کر کہا: "اِقْرَأْ" (پڑھو)۔۔ پھر دبایا اور چھوڑ دیا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے وحی کی آیات پڑھائیں۔ (بخاری شریف)

* سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پاک کی سورۃ "العلق" کی چند آیات نازل ہوئیں۔ بعض روایات میں پانچ آیات کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری شریف)

* حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: "اے محمد! بشارت قبول فرمائیے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ (زاد المعاد)

* حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات پڑھانے اور تعارف کروانے کے بعد وضو اور نماز سکھا کر کچھ راز کی باتیں بتائیں اور غائب ہو گئے۔ (حیات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور لیٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل خوف سے دھڑکتا

تھا۔(الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے چادر اَوڑھا دو'' پھر جب ذرا سکون ہوا تو فرمایا: ''میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے لگتا ہے کہ میں زندہ نہیں بچوں گا۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''قطعاً نہیں! بخدا! آپ کو اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔'' (بخاری شریف)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچازاد بھائی تھا اور عیسائی راہب تھا۔ اسے عربی اور عبرانی زبان پر عبور حاصل تھا۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

* حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ بن نوفل سے کہا: ''چچا! ذرا اپنے اس بھتیجے کی بات سنو، یہ خوفزدہ ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ)

* ورقہ بن نوفل نے پوچھا: ''بھتیجے! بتایئے آپ نے کیا دیکھا ہے؟'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ ورقہ بن نوفل نے واقعہ سننے کے بعد کہا: ''یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش! میں اس وقت توانا ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ''ہاں! جب بھی کوئی اس طرح کا پیغام لایا تو اس سے دشمنی کی گئی۔'' (بخاری شریف)

* پھر دوسری وحی کا نزول اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جا رہے تھے کہ اچانک آسمان سے آواز سنائی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوفزدہ ہو گئے اور پھر گھر تشریف لائے اور اپنے اہل خانہ سے فرمایا: ''مجھے چادر اَوڑھا دو، مجھے چادر اَوڑھا دو۔'' انہوں نے چادر اَوڑھا دی۔ (بخاری شریف)

* اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی کے الفاظ یوں کہے: ''اے لحاف میں لپٹے ہوئے! اُٹھ

کھڑا ہو (گندے اعمال والوں کو) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بزرگی بیان کرو اور پاکدامنی اختیار کرو اور (مخلوق پرستی کی) نجاست سے علیحدگی اختیار کرو۔" (طبقات ابن سعد)

* پہلی وحی سے نبوت کا آغاز ہو گیا تھا، مگر رسالت کا آغاز دوسری وحی سے ہوا، جب لوگوں تک پیغام خداوندی پہنچانے کا حکم نازل ہوا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* شروع زمانۂ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر مسلمان ہونے پر آمادہ کرتے تھے۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* جب اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آزاد بچوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، غلاموں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور لونڈیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔ (سیرت ابن اسحاق)

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ورقہ بن نوفل اور یہود و نصاریٰ کے علماء اور راہبوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیشین گوئیاں سن رکھی تھیں اور آپ اس وقت کے منتظر تھے۔ ایک دن آپ حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے تھے کہ حکیم کی لونڈی نے بتایا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو نبی مرسل سمجھتی ہیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس خبر کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزولِ وحی کا ذکر کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ نے سچ فرمایا اور آپ سچوں میں سے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بارے میں ارشاد فرمایا: "میں نے

جس کو بھی اسلام کی دعوت دی وہ تشویش میں مبتلا ہوا اور غور و فکر کرنے لگا، سوائے ابو بکر کے، کہ اس نے نہ تردّد کیا اور نہ جھجک محسوس کی۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے انکار کیا۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ انہوں نے اپنے مال سے میری اس وقت دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔'' (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* ایک دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو حیران ہوئے۔ دریافت کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے دوسرے دن اسلام قبول کر لیا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ، جبکہ عام غلاموں میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ (الرحیق المختوم)

* ابتداء میں اسلام قبول کرنے والوں کو ''سَابِقِینَ الاَوَّلِین'' کہا جاتا ہے۔ ان میں حضرت سعید بن زید، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ارقم بن ابی ارقم، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح، حضرت عبیدۃ بن الحارثہ، حضرت حصین، حضرت عمار بن یاسر، حضرت خباب بن الارت، حضرت خالد بن سعید بن عاص اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (تاریخ طبری)

* ''سَابِقِینَ الاَوَّلِین'' میں جو خواتین شامل ہیں اُن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت سلایہ تمیمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قریشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فکیہ بنت یسار رضی اللہ عنہا، حضرت رملہ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا، حضرت آمنہ بنت خلف خزاعیہ رضی اللہ عنہا

اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*وہ دس اشخاص جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنائی وہ ''عشرہ مبشرہ'' کہلاتے ہیں۔ وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ (سنن ترمذی)

عام تبلیغ اور کفار:

*ابتدائی دور میں مسلمانوں کی تعداد چالیس (۴۰) سے زیادہ تھی۔ (الرحیق المختوم)

*اس وقت کھلے بندوں تبلیغ نہیں ہوتی تھی، بلکہ مسلمان مکہ کی مختلف گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر مکہ کے کنارے ایک مکان تجویز فرمایا تھا۔ مسلمان اکثر اس میں رہتے اور عبادت کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں تشریف لے جا کر ان کو تعلیم دیتے تھے۔ (تاریخ اسلام (کامل))

*دارِ اَرقم کوہِ صفاء کے نشیب میں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ مشرکین نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھتے دیکھ کر برا بھلا کہا اور جھگڑا ہو گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دارِ اَرقم میں نماز پڑھنے لگے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*ابوطالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ جب اس کی حقیقت معلوم ہوئی تو کہا: اس پر برقرار رہیں۔ (الرحیق المختوم)

*خفیہ دعوت و تبلیغ کے بعد قرآن کی آیت نازل ہوئی، جس میں حکم دیا گیا: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ

الْاَقْرَبِيْنَ . . . ١ ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔''

(سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۲۱۴)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خداوندی کے مطابق اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ ان میں بنی ہاشم کے ساتھ بنی مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت بھی تھی۔ یہ کل پینتالیس لوگ تھے اور انہیں تبلیغ فرمائی۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بات کرنے سے پہلے ہی ابولہب نے کہا: ''دیکھو! یہ تمہارے چچا اور چچیرے بھائی ہیں۔ بات کرو، لیکن نادانی چھوڑو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارا خاندان سارے عرب کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ اور میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تمہیں پکڑ لوں۔ پس تمہارے لیے تمہارے باپ کا خانوادہ ہی کافی ہے اور اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو یہ بہت آسان ہوگا کہ قریش کے سارے قبائل تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور بقیہ عرب بھی ان کی امداد کریں۔ پھر میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اپنے باپ کے خانوادے کے لیے تم سے بڑھ کر شر کا باعث ہوگا۔'' اس بات کے سننے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کر لی اور اس مجلس میں کوئی گفتگو نہ کی۔ (طبقات ابن سعد)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان کے افراد کو دوبارہ جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: ''رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا! تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہوگے جیسے سو جاتے ہو، اور اسی طرح اُٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا، اس کے بعد یا تو ہمیشہ کے لیے جنت ہے یا ہمیشہ کے لیے جہنم۔'' (الرحیق المختوم)

*اس موقع پر ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''نہ پوچھو ہمیں تمہاری معاونت کس قدر پسند ہے، تمہاری نصیحت کس قدر قابل قبول ہے اور ہم تمہاری بات کس قدر سچی جانتے ہیں، اور یہ تمہارے والد کا خانوادہ جمع ہے، اور میں بھی اس کا ایک فرد ہوں، فرق صرف اتنا ہے کہ میں تمہاری پسند کی تکمیل کے لیے ان سب سے پیش پیش ہوں۔ لہٰذا تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے اسے انجام دو۔ بخدا! میں تمہاری مسلسل

حفاظت و اعانت کرتا رہوں گا۔ البتہ میری طبیعت عبد المطلب کا دین چھوڑنے پر راضی نہیں۔'' (الرحیق المختوم)

*اس موقع پر ابولہب نے ابوطالب سے کہا: ''خدا کی قسم! یہ برائی ہے، اس کے ہاتھ دوسروں سے پہلے تم خود ہی پکڑ لو۔'' (الرحیق المختوم)

*ابوطالب نے ابولہب کو جواب دیا: ''خدا کی قسم! جب تک جان میں جان ہے ہم ان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔'' (الرحیق المختوم)

*اس موقع پر حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو اس وقت کم سن تھے، بولے: ''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دوں گا۔'' (تاریخ طبری)

اس کے بعد یہ حکم خداوندی نازل ہوا:

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (سورۃ الحجر، آیت نمبر ۹۴)

''بس آپ کھول کر بیان کریں جس بات کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔ اور مشرکوں سے کنارہ کش رہیں۔''

*اس حکم خداوندی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفاء پر تشریف لے گئے اور قریش کے قبیلوں کو ان کا نام لے کر پکارا، لوگ اکٹھے ہو گئے، بعض خود آئے اور بعض نے اپنے نمائندے بھیجے۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبد المطلب کی اولاد! اے فہر کی اولاد! اگر میں کہوں کہ اس طرف پہاڑ کے دامن میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم میری خبر پر یقین کر لو گے؟'' سب نے بیک آواز کہا: ''ہاں! کیونکہ آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے۔'' (بخاری شریف)

*اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو کعب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا لے۔ بخدا! اللہ کے عذاب سے میں تمہیں بالکل بچا نہیں سکوں گا۔ ہاں! تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے،

جہاں تک ہوسکا دنیا میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔''

(بخاری و مسلم شریف)

*یہ سن کر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ابولہب نے کہا: ''تم پر ہلاکت ہو! کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟؟'' (بخاری شریف)

*اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابولہب کے جواب میں ''سورۃ لہب'' نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا:

{تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ★ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ★}

(سورۃ المسد آیت نمبر ۱۔۲)

''ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔ اس کی دولت اور اس نے جو کمائی کی تھی وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی۔''

*اس موقع پر بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنے کے لیے دوڑے۔ حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کو آئے اور کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ یہ اسلام میں سب سے پہلے شہید ہیں۔

(طبقات ابن سعد)

*اس کے بعد جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ دین کا طریقہ اختیا کیا اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو عام طور پر سمجھانا شروع کیا۔ گلی کوچوں میں توحید کی خوبیاں بتاتے۔ بتوں، پتھروں اور درختوں کی پوجا سے منع فرماتے، برائیوں سے روکتے۔ (رحمۃ للعالمین)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ کا جو دوسرا طریقہ اختیار فرمایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلوں میں تشریف لے جاتے۔ عرب میں عکاظ، لعینیہ اور ذی المجاز کے میلے بہت مشہور تھے۔ دُور دُور سے لوگ یہاں آتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مقامات پر جاتے اور لوگوں کو اسلام اور توحید کی دعوت دیتے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*جب ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''بھتیجے! تم نے یہ کیسا دین نکال لیا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا کو دین اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا: ''چچا! یہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور

ہمارے جدِّ اَعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دین سکھانے کے لیے مبعوث کیا ہے۔ چچا! آپ زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کو اس کی نصیحت کروں اور دین ہدایت کی طرف آپ کو دعوت دوں۔ اسی طرح آپ زیادہ حقدار ہیں کہ آپ میری دعوت کو قبول کریں اور اس سلسلے میں میری مدد کریں۔'' (سیرت ابن اسحاق)

*ابوطالب نے جواب دیا: بھتیجے! میں اپنے آباؤ اَجداد کے دین اور ان کے رسم و رواج کو نہیں چھوڑ سکتا، لیکن آپ اپنا کام کیے جائیں، بخدا! جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی شخص آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ (سیرت ابن اسحاق)

* مکہ کے لوگوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے اُن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب، ابوجہل، جس کا نام عمرو تھا، اس کا بھائی عاص، ولید بن عتبہ، ابوالبختری بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ شامل ہیں۔

(تاریخ اسلام (کامل))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختیاں اور لالچ

* نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور بت پرستی کی مذمت پر کفار مکہ نے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ سردارانِ قریش، عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب نے جناب ابوطالب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت کی اور کہا کہ اپنے بھتیجے کو منع کر دیں یا درمیان سے ہٹ جائیں۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*ابوطالب نے سردارانِ قریش کو نرمی سے سمجھا بجھا کر واپس کر دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ دین کا کام جاری رکھا۔ (مدارج النبوۃ)

*ابوطالب نے اس کے ردِ عمل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپ مجھے اور اپنے آپ کو تکلیف نہ دیں۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو طالب کو جواب دیا: ''اے چچا! آپ نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لاکر رکھ دیں تو بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا، یا تو اللہ کا دین غالب آجائے گا یا میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' (تاریخ طبری)

* تو ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا: ''بھتیجے! میں تمہارے ساتھ ہوں، لہٰذا تم اپنا کام کیے جاؤ۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس کے بعد قریش نے فیصلہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن کہا جائے۔ کسی نے کہا: دیوانہ مشہور کر دیا جائے۔ کسی نے شاعر یا جادوگر مشہور کرنے کی تجویز دی۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ تم اسے جادوگر کہو اور یہ ایسا کلام لایا ہے جو جادو ہے، اس کلام کے ذریعے وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، میاں بیوی میں اور عزیز واَقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔ (تاریخ طبری)

*اس فیصلے پر عمل کرنے کے لیے کفارِ مکہ حاجیوں کے مختلف راستوں پر بیٹھ گئے اور وہاں سے ہر گزرنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے تفصیلات بتاتے رہتے۔ (سیرت محمدیہ)

*اس سارے کام میں پیش پیش ابولہب تھا۔ وہ حج کے دنوں میں لوگوں کے ڈیروں اور عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لگا رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کی تبلیغ کرتے تو یہ کہتا: ''اس کی بات نہ ماننا، یہ جھوٹا، بددین ہے۔'' معاذ اللہ! (ترمذی شریف)

* کفار کی اس کاروائی کی وجہ سے لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر متاثر ہوتے۔ واپس گھروں کو جاتے تو دوسرے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتاتے۔ اس طرح پورے عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا ہو گیا۔ (الرحیق المختوم)

*عتبہ بن ربیعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ لالچ دیا کہ اگر نئے دین سے آپ کا مقصود مال ہے تو ہم آپ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اگر عزت وشرف چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ کا علاج کروا دیتے ہیں۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

٭ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ کو جواب میں سورۂ حم السجدۃ کی آیات سنائیں۔ عتبہ خاموشی سے سنتا رہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوالولید! تم نے سن لیا؟ اس نے کہا: ہاں! آپ جانیں اور آپ کا کام۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*عتبہ نے قریش کو مشورہ دیا کہ ''اللہ کی قسم! میں نے اس شخص سے بے مثل کلام سنا ہے۔ وہ جادوگر، کاہن یا شاعر نہیں ہے۔ اس کی بڑی عظمت ہوگی۔ اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو تم غیر کے ذریعے اس سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہوگا۔ لہٰذا جو کچھ وہ کرتا ہے اسے کرنے دو۔

(سیرت ابن ہشام)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریش کی محاذ آرائی کی ایک صورت یہ تھی کہ لوگوں کے سامنے ہنسی، ٹھٹھا مذاق، تحقیر، استہزاء اور تکذیب کی جائے، تاکہ مسلمانوں کو بد دِل کر کے ان کے حوصلے پست کیے جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمتیں اور الزام لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کیا جائے۔ (سیرت ابن ہشام)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریش کی محاذ آرائی کی دوسری صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو مسخ کرنا، شکوک وشبہات پیدا کرنا، جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا، تعلیمات اور شخصیات پر اعتراضات کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ یہ سب کچھ بہت کثرت سے کرتے تھے، تاکہ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت وتبلیغ پر غور کرنے کا موقع نہ ملے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار کی محاذ آرائی کی تیسری صورت یہ تھی کہ وہ گزرے ہوئے واقعات اور افسانوں سے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے تھے اور لوگوں کو اس میں اُلجھائے رکھتے تھے۔ نضر بن حارث کی حرکتیں اس محاذ آرائی کا حصہ ہیں۔ (فتح القدیر)

محاذ آرائی کی چوتھی صورت یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ سودے بازیاں کرتے تھے اور ان کو لالچ دیتے تھے، یعنی کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر عمل کرتے تھے۔

(تاریخ طبری)

* نضر بن حارث نے مسلمانوں کو لالچ دینے کے لیے چند لونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جب وہ کسی آدمی کے متعلق سنتا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مائل ہے، تو اس پر ایک لونڈی مسلط کر دیتا، جو اُسے کھلاتی پلاتی تھی اور گانے سناتی تھی، یہاں تک کہ اس کا جھکاؤ اسلام کی طرف نہ رہتا۔ (الرحیق المختوم)

* قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ان کے معبودوں کی پوجا کریں گے اور ایک سال وہ آپ کے رب کی عبادت کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے کہا: اگر آپ ہمارے معبودوں کو قبول کر لیں تو ہم بھی آپ کے خدا کی عبادت کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام)

* سردارانِ قریش اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، اُمیہ بن خلف اور عاص بن وائل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبادت میں اشتراک کی یہ تجویز پیش کی کہ ''اے محمد! آؤ جسے تم پوجتے ہو اُسے ہم بھی پوجیں اور جسے ہم پوجتے ہیں اُسے تم بھی پوجو۔ اس طرح ہم اور تم اس کام میں مشترک ہو جائیں گے۔ اب اگر تمہارا معبود ہمارے معبود سے بہتر ہے تو ہم اس سے اپنا حصہ وصول کر چکے ہوں گے اور اگر ہمارا معبود تمہارے معبود سے بہتر ہوا تو تم اس سے اپنا حصہ وصول کر چکے ہو گے۔'' (الرحیق المختوم)

* اس پر اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ الکافرون نازل فرمائی، جس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت کی۔ اس سورۃ میں اعلان کیا گیا کہ جسے تم لوگ پوجتے ہو اُسے میں نہیں پوج سکتا۔ (طبقات ابن سعد)

* ولید بن مغیرہ نے نزولِ قرآن کے بارے میں کہا کہ کیا مجھے اور ابو مسعود عمرو بن عمیر ثقفی کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اُتارا جاتا ہے؟ حالانکہ ہم دونوں مکہ اور طائف کے بڑے آدمی ہیں، قرآن کسی بڑے آدمی پر اُترنا چاہیے۔

(سیرت ابن اسحاق)

* اُس کی اِس بات پر اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی:

{وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ★ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ★}

''اور وہ کہتے ہیں: یہ قرآن دونوں شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اُتارا گیا؟ کیا

یہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟''

(سورۃ الزخرف آیۃ نمبر 31,32)

*جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو اذیتیں دینے کا فیصلہ کیا گیا تو اس سلسلے میں قریش کے پچیس سرداروں نے ایک قرارداد منظور کی، جس کا سربراہ ابولہب تھا۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی کہ اسلام کی مخالفت، پیغمبر اسلام کی ایذا رسانی اور اسلام لانے والوں پر ظلم وتشدّد کیا جائے۔ (تاریخ طبری)

*ابولہب کی بیوی ام جمیل جس کا نام عرویٰ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اور راستوں میں کانٹے ڈال دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بدزبانی کرنا، فتنے کی آگ بھڑکانا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرنا اس کا شیوہ تھا۔ (جامع ترمذی)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدے کی حالت میں عقبہ بن ابی معیط (لعنۃ اللہ علیہ) نے ذبح کیے ہوئے اُونٹ کی اَوجھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی اور سب نابکار قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو اُنہوں نے آکر اَوجھڑی ہٹائی۔ (صحیح بخاری)

*نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط (لعنۃ اللہ علیہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر بل دیے اور زور سے کھینچا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

اسے دھکا دیا اور کہا: ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟'' (صحیح بخاری)

* آپ ﷺ کے ہمسائے آپ ﷺ کو تنگ کرتے تھے۔ دیواروں پر سے پتھر اور گندگی پھینکتے۔ کوئی شخص بکری کی اَوجھڑی اس طرح پھینکتا کہ کبھی نماز کی حالت میں آپ ﷺ پر گرتی اور کبھی چولہے پر چڑھائی ہوئی ہنڈیا میں جا کر گرتی۔ (زادالمعاد)

* اُبی بن خلف (لعنۃ اللہ علیہ) نے بھی آپ ﷺ سے بہت زیادتی کی، ٹھٹھا مذاق کے علاوہ پتھر بھی مارتا اور اس بدبخت نے ایک مرتبہ آپ ﷺ پر تھوک بھی دیا تھا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ)

*ابوجہل بھی حضور ﷺ کو اذیتیں دینے والوں میں پیش پیش تھا۔ تمام منصوبوں میں شریک ہوتا، آقا ﷺ کو پتھر مارتا، مذاق اُڑاتا، اپنی باتوں سے اذیت دیتا اور نماز سے روکتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ کو پتھر مارنے کے لیے آگے بڑھا، مگر خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا، کیونکہ اسے ایسا اُونٹ دکھائی دیا جس کا سر، گردن اور دانت ایسے تھے جو کبھی دکھائی نہ دیے تھے۔ (تاریخ طبری)

*ابوجہل نے ایک دن حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ ﷺ کو روندھنے کے لیے آگے بڑھا، لیکن لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایڑی کے بَل پیچھے مُڑ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا ہے۔ لوگوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میرے اور اس کے درمیان آگ کی ایک خندق ہے، ہولناکیاں ہیں اور پَر ہیں۔ (صحیح بخاری)

*وہ صحابہ کرام جن پر قریش مکہ ظلم کرتے تھے اُن میں اُمیہ بن خلف کے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت فُکیہہ رضی اللہ عنہ جن کا دوسرا نام افلح تھا، حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم عُبیس رضی اللہ عنہا، حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی، حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ (الرحیق

المختوم)

* حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اُمیہ بن خلف چلچلاتی دھوپ میں جبراً بٹھائے رکھتا تھا۔ بھوکا پیاسا رکھتا تھا۔ اور اس سے کہیں بڑھ کر یہ ظلم کرتا تھا کہ جب دوپہر کی گرمی شباب پر ہوتی تو مکہ کے پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھوا دیتا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی اَحد اَحد پکارتے۔ اُمیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کو دے دیتا اور وہ انہیں پہاڑوں میں گھماتے پھرتے۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کالے غلام کے بدلے میں اور کہا جاتا ہے کہ دوسو یا دوسواَسی درہم چاندی کے بدلے آزاد کرایا۔ (سیرۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم)

* حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا جاتا۔ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُدھر سے گزرتے تو شفقت سے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے: ''اے آگ! جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث تھی اسی طرح عمار کے لیے بھی ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا۔'' سخت دھوپ میں پتھریلی زمین پر لے جا کر اس کی تپش سے سزا دیتے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُدھر سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آل یاسر! صبر کرنا، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔'' (الرحیق المختوم)

* حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام میں سب سے پہلی شہیدہ خاتون کا درجہ حاصل ہے۔ جنہیں ابوجہل نے ایک چوراہے میں تماشائیوں کے ہجوم میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفاء پر بیٹھے تھے کہ ابوجہل نے آ کر گالیاں دیں اور پتھر مارا، جس سے خون بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی، جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ قرابت کے جوش میں ابوجہل کے پاس پہنچے اور اسے کمان مار کر زخمی کر دیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا: ''بھتیجے! تم خوش ہو جاؤ، میں نے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''چچا! میں ایسی باتوں

سے خوش نہیں ہوتا، ہاں! تم مسلمان ہو جاؤ تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (زادالمعاد)

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت دشمن تھے۔ گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے نکلے، لیکن جب اپنی بہن اور بہنوئی سے قرآن سنا تو دنیا ہی بدل گئی۔ دارِارقم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تین ہجرتیں ہوئیں۔ دو مرتبہ حبشہ کی طرف اور ایک مرتبہ مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو قریش کے ظلم وستم سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی، کیونکہ حبشہ کا بادشاہ رحم دل تھا اور اپنے ہاں ظلم نہیں ہونے دیتا تھا۔ (الرحیق المختوم)

* حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ، مذہب عیسائی اور لقب نجاشی تھا۔ (زادالمعاد)

* حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت ہوئی۔ پہلی ہجرت نبوت کے پانچویں سال رجب میں بمطابق ۶۱۵ ہوئی۔ جبکہ دوسری مرتبہ مسلمانوں نے نبوت کے چھٹے سال حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* پہلی ہجرت میں بارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں۔ (زادالمعاد)

* اس قافلے کے سردار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* پہلی ہجرت میں تین صحابہ وہ بھی تھے جو عشرہ مبشرہ کی فہرست میں بھی آتے ہیں، ان میں سے ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ (سیرۃ الصحابہ)

*اس ہجرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ (الرحیق المختوم)

*دوسری مرتبہ حبشہ کی ہجرت میں تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتیں شامل تھیں۔ (تاریخ طبری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد حبشہ سے کچھ مسلمان واپس آئے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*قریش نے ہجرتِ حبشہ کے بعد مسلمانوں کے مقابلے کے لیے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو تحفے دے کر حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔

(سیرت ابن ہشام)

*قریش کے وفد نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ یہ لوگ قوم اور مذہب کے باغی ہیں، اس لیے ان لوگوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*ان کے جواب میں نجاشی نے کہا کہ جب تک میں ان لوگوں سے گفتگو نہ کرلوں اور اسلام کی حقیقت معلوم نہ کرلوں اس وقت تک میں اِن مہاجرین کو آپ کے حوالے نہیں کرسکتا۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کہا: ''اپنا مذہب اور صحیح صحیح واقعات بتاؤ۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہم لوگ جاہل تھے اور ہمارے اندر بے شمار خرابیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول بھیجا، جس نے ہمیں نیکی اور اچھے اخلاق کا درس دیا۔ ہم اس پر ایمان لے آئے تو اِنہوں نے ہمیں ستانا شروع کر دیا اس لیے ہم نے آپ کے ہاں پناہ لی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

*بادشاہ نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو کلام تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ ہمیں بھی سناؤ۔ (سیرت ابن اسحاق)

*حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شاہِ حبشہ کو ''سورۃ مریم'' کی چند آیات سنائیں۔ بادشاہ پر اس کا گہرا اَثر ہوا اور اس نے مسلمانوں کو رہنے کی اجازت دے دی۔

(سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* قریش کے وفد نے مسلمانوں کے خلاف دوسرا حربہ یہ استعمال کیا کہ نجاشی سے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔

(الرحیق المختوم)

* نجاشی کے پوچھنے پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ، پیغمبر اور روح سمجھتے ہیں۔(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر نجاشی نے ایک تنکا اُٹھایا اور کہا: اللہ کی قسم! جو کچھ تم نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تِنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں۔اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی اور کفار نامراد واپس لوٹے۔(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* قریش نے جب دیکھا کہ تمام تر مزاحمت کے باوجود اسلام پھیل رہا ہے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔(الرحیق المختوم)

* قریش نے اس موقع پر معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم و مطلب کا سماجی بائیکاٹ کریں گے۔نہ اُن سے شادی بیاہ کریں گے، نہ خرید و فروخت کا معاملہ کریں گے، نہ اُن کے ساتھ میل جول رکھیں گے، نہ اُن کے گھروں میں جائیں گے اور نہ اُن سے بات چیت کریں گے، جب تک کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔(صحیح بخاری)

* یہ تحریری معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔(سیرت ابن اسحاق)

* اس بائیکاٹ سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی، حالات سنگین ہو گئے۔غلّہ اور سامانِ خورد و نوش کی آمد بند ہو گئی۔باہر سے آنے والا غلّہ مکہ میں ہی خرید لیا جاتا۔مسلمان پتے اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔بھوکے پیاسے بچوں اور عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی۔(صحیح بخاری و مسلم)

* ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے یہ انتظام کیا کہ جب لوگ سو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر سے اُٹھا کر اس پر اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لٹا دیتے اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دوسری جگہ آرام فرماتے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

*مسلمان تین برس تک شعب ابی طالب کی گھاٹی میں رہے اور نبوت کے دسویں سال اس کا خاتمہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچاس سال تھی۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے خبر دی کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے اور اس میں اللہ کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*قریش کے کچھ لوگ اس معاہدہ کے خلاف بھی تھے۔ یہ رات کی تاریکی میں کچھ غلّہ شعب ابی طالب میں بھیج کر مسلمانوں کی مدد کرتے۔ انہی ناراض لوگوں نے صحیفے کو چاک کرنے کی کوشش شروع کی۔ (تاریخ طبری)

*ابوطالب کے پاس آخری مرتبہ قریش کا وفد شعب ابی طالب کی محصوری ختم ہونے کے چند ماہ بعد آیا جب ابوطالب بیمار تھے۔ (تاریخ طبری)

*اس وفد نے ابوطالب سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو بلاؤ، تاکہ ہم عہد و پیمان کر لیں کہ وہ ہم سے دست کش رہیں اور ہم ان سے۔ وہ ہم کو ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اُن کو اُن کے دین پر چھوڑ دیں۔ (تاریخ طبری)

*ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا اور کہا: "بھتیجے! یہ تمہاری قوم کے معزّز لوگ ہیں، تمہارے ہی لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں کچھ عہد و پیمان دے دیں اور تم ان کو کچھ عہد و پیمان دے دو۔" پھر ابوطالب نے ان کی پیش کش دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ لوگ صرف ایک بات مان لیں جس کی بدولت آپ عرب کے بادشاہ بن جائیں گے اور عجم آپ کے زیر نگین آجائے گا۔ آپ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دیں۔

قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑایا اور اپنی اپنی راہ لی۔ (تاریخ طبری)

*ابوطالب کا انتقال ۱۰ نبوی رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین دن

پہلے ہوا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی وفات شعب ابی طالب کی محصوری کے چھ ماہ بعد رجب ۱۰ نبوی میں پچاس برس کی عمر میں ہوئی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ابوطالب کی وفات کے دو ماہ بعد یا صرف تین دن پہلے نبوت کے دسویں سال رمضان المبارک میں ہوئی۔(تلقیح الفہوم)

*وفات کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر پینسٹھ برس، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی عمر کی پچاسویں منزل میں تھے۔ (الرحیق المختوم)

*۱۰ نبوی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عام الحزن یعنی غم کا سال کہا تھا اسی سال ابوطالب کی وفات ہوئی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی سال رحلت فرمائی۔ان دونوں شخصیتوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بڑا حوصلہ تھا۔(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زیادہ اذیت دی،حتیٰ کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر تشریف لائے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مٹی دھوتے ہوئے روتی جارہی تھیں،تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''بیٹی! روؤ نہیں، اللہ تمہارے اَبا کی حفاظت کرے گا۔'' اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ بھی فرمارہے تھے کہ قریش نے میرے ساتھ کوئی ایسی بد سلوکی نہیں کی جو مجھے ناگوار گزری ہو، یہاں تک کہ ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ (الرحیق المختوم)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شوال ۱۰ نبوی میں حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے دوسری شادی کی۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

☆ مکہ سے باہر دعوت اسلام ☆

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے باہر سب سے پہلے طائف کا سفر کیا۔(سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طائف میں تبلیغ کے لیے ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک کو دین کی

دعوت دی، لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* ثقیف کے سرداروں نے اپنے اَوباشوں کو شہ دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپسی کا قصد کیا تو گالیاں دیتے، تالیاں پیٹتے اور شور مچاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لگ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر پھینکنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید زخمی ہو گئے اور نعلین مبارک خون سے تر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدمے سے بیٹھ جاتے، مگر وہ پکڑ کر اُٹھا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے ہوئے حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔ (الخصائص الکبریٰ)

* پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے تین میل دُور دو بھائیوں عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں بیٹھے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے اور دعا فرمائی: ''اے اللہ! میں تجھ سے اپنی کمزوری و بےبسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے، اور تو ہی میرا رب ہے، تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے، جو تندی سے پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے، جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ الٰہی! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا و آخرت کے معاملات درست ہو جائیں۔ تیرے غضب اور تیرے غصے سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب تک تو راضی نہ ہو تیری رضا کا طلبگار رہوں۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت تیرے ہی عطا کرنے سے ہے۔ (تاریخ طبری)

ربیعہ کے بیٹوں نے اپنے عیسائی غلام عداس سے کہا کہ انگور کا ایک گُچھا اس شخص کو دے آؤ۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر انگور کھانے شروع کیے تو اُس نے کہا: ''یہ جملہ تو یہاں کے لوگ نہیں بولتے ؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟'' اس

نے کہا: میں عیسائی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں۔ (صحیح بخاری)
* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عداس سے فرمایا: ''اچھا! تم مرد صالح یونس بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو؟'' اس نے کہا: ''آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ میرے بھائی تھے۔ وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔'' یہ سن کر عداس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ (تاریخ طبری)
*عداس نے اپنے مالکوں عتبہ اور شیبہ سے کہا: ''میرے آقا! روئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی اور نہیں۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' تو ان دونوں نے کہا: ''دیکھو عداس! کہیں یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے نہ پھیر دے، کیونکہ تمہارا دین اس شخص کے دین سے بہتر ہے۔'' (صحیح بخاری)
* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر یہ ہوا کہ واپسی پر ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرن منازل پہنچے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ بھی تھا۔ اس نے کہا: آپ حکم دیں تو وہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں اخشبین کے درمیان پیس ڈالے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا کہ جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔'' (صحیح بخاری)
* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن دریافت کیا کہ آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اُن میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھاٹی کے دن دوچار ہوا۔ جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل کے بیٹوں پر پیش کیا۔'' (صحیح بخاری)
* طائف سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ احسان فرمایا کہ نخلہ کے مقام پر نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت بھیج دی۔ انہوں نے قرآن سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ (سیرت ابن اسحاق)

☆بیعت عقبہ☆

*مدینہ طیبہ میں اسلام کی دعوت کا آغاز نبوت کے گیارہویں سال ذی الحجہ کے مہینے بمطابق جولائی ۶۲۰ء میں اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسب عادت منیٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو اسلام کی دعوت دی تو وہ ایمان لے آئے۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*ان چھ آدمیوں میں اَسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ، عوف بن حارث رضی اللہ عنہ، رافع بن مالک رضی اللہ عنہ، قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عامر بن نابی رضی اللہ عنہ اور حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ (الرحیق المختوم)

*ان چھ آدمیوں کے اسلام لانے کا فائدہ یہ ہوا کہ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو دوسرے بھائیوں کو اسلام سے آگاہ کیا اور گھر گھر اسلام کا چرچا ہو گیا۔ (تلقیح الفہوم)

*اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سیر کرائی جسے معراج یا اسراء کا نام دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ سیر مکہ مکرمہ کی مسجد حرام سے شروع ہوئی اور پہلا مرحلہ مسجد اقصیٰ پر مکمل ہوا۔ وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُوپر تمام آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اور پھر عرش، کرسی، لوح و قلم یا لامکاں تک۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی۔ (تاجدار حرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*معراج پر تشریف لے جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ (الخصائص الکبریٰ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک براق پر تشریف لے گئے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج بیداری کی حالت میں روح اور جسم کے ساتھ کرایا گیا۔

(الرحیق المختوم)

*پہلے آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبکہ دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (زادالمعاد)

*سب انبیاء علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحبا کہا، سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب سعادت مندوں کی روحیں اور بائیں جانب بدبختوں کی روحیں دیکھیں۔ (الرحیق المختوم)

*حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے وقت رو پڑے تھے۔ ان سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا: ''میں اس لیے رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوا اُس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے بہت زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوں گے۔'' (الرحیق المختوم)

*ساتوں آسمانوں کی سیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بیت معمور کو ظاہر کیا گیا۔ (سیرۃ النبویہ)

*معراج کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے جبار کے دربار میں پہنچایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ (زادالمعاد)

*اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا، اپنے بندے پر جو کچھ چاہا وحی فرمائی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ (زادالمعاد)

*نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے سفر سے واپسی پر مسلمانوں کے لیے پچاس نمازوں کا تحفہ لائے۔ جب

آپ ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: آپ نمازیں کم کروائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تو پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر وہی بات کہی۔ چنانچہ ہوتے ہوتے پانچ نمازیں رہ گئیں، لیکن ثواب پچاس کا ملے گا۔ (رحمۃ للعالمین ﷺ)

*معراج سے واپسی پر آپ ﷺ کو دودھ اور شراب پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے دودھ کو قبول فرمالیا۔ اس پر آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کی راہ پالی۔ آپ ﷺ نے جنت میں چار نہریں دیکھیں، دو ظاہری اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں نیل وفرات تھیں۔ آپ ﷺ کو جنت وجہنم بھی دکھائی گئی۔ آپ ﷺ نے داروغہ جہنم مالک کو بھی دیکھا۔ اُن لوگوں کو بھی دیکھا جو یتیموں کا مال کھاتے تھے، ان کے ہونٹ اُونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور وہ اپنے منہ میں پتھر جیسے انگارے ٹھونس رہے تھے۔ سودخوروں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ اتنے بڑے تھے کہ وہ ہل نہیں سکتے تھے۔ زنا کاروں کو دیکھا کہ وہ سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ ایسی عورتوں کو دیکھا جو خاوندوں کی موجودگی میں ناجائز تعلقات رکھتی تھیں، ان کے سینوں میں ٹیڑھے کانٹے چبھا کر انہیں آسمان وزمین کے درمیان معلق کر دیا گیا تھا۔ اس طرح آپ ﷺ کو جنت کے بہت سے مناظر کا مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ (تاریخ طبری)

* آپ ﷺ نے معراج سے واپسی پر آتے ہوئے اہل مکہ کا ایک قافلہ دیکھا اور انہیں اُن کے ایک اُونٹ کے بارے میں بتایا جو بھاگ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے پانی بھی پیا، جو ایک برتن میں ڈھکا ہوا تھا۔ اور یہ بات معراج کی صبح آپ ﷺ کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل بن گئی۔ (طبقات ابن سعد)

*حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا: ''اگر یہ بات نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے تو میرا اس پر ایمان ہے۔'' کہا جاتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسی موقع پر صدیق کا خطاب دیا گیا، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی اس وقت تصدیق کی جب دوسرے لوگوں نے جھٹلایا۔ (صحیح بخاری)

* آپ ﷺ نے معراج کی صبح اپنی قوم کو ان نشانیوں کی خبر دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دکھلائی

تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے سوال کیا کہ بیت المقدس کے بارے میں بتایئے۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے آ گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو نشانیاں بتائیں اور وہ تردید نہ کر سکے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاتے ہوئے اور آتے ہوئے قافلے سے ملاقات کا ذکر بھی فرمایا،اور بتلایا کہ اس قافلے کی آمد کا وقت کیا ہے،جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا ویسا ہی ہوا۔ (صحیح بخاری)

*واقعہ معراج کے بعد قریش مکہ کی نفرت میں اضافہ ہو گیا۔انہوں نے کفر کرتے ہوئے کچھ بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ (صحیح مسلم)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کو اصلی حالت میں قریب سے دیکھا۔ بعض کہتے ہیں: نور کی صورت میں دیکھا، جبکہ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ پردے میں دیکھا۔ (زاد المعاد)

* نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر مدینہ کے کچھ لوگوں نے عقبہ کے مقام پر پہلی مرتبہ بیعت کی۔ اُسے بیعت عقبہ اُولیٰ کہتے ہیں۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*بیعت عقبہ اُولیٰ میں بارہ افراد شامل تھے۔ پانچ افراد وہی تھے جو پچھلے سال بھی آ چکے تھے، باقی سات میں معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ، ذکوان بن عبد القیس رضی اللہ عنہ،عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ،عباس بن عبادہ نفلہ رضی اللہ عنہ، ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ان میں آخری دو کا تعلق قبیلہ اَوس سے تھا، جبکہ باقی سب قبیلہ خزرج سے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

*پچھلے سال موسم حج میں چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم میں جا کر آپ کی رسالت کی تبلیغ کریں گے۔اس کے نتیجے میں اگلے سال موسم حج میں یہ بارہ افراد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ان باتوں پر بیعت لی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، بہتان تراشی نہیں کریں گے اور کسی بھلی بات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ (صحیح بخاری)

* مدینہ منورہ میں اسلام کے پہلے سفیر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، تاکہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دین سکھائیں۔ (صحیح بخاری)

* حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حضرت اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہرے اور دونوں نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی۔

(الرحیق المختوم)

* حضرت مصعب اور اسعد رضی اللہ عنہما کی تبلیغ سے انصار کا کوئی گھرانہ ایسا نہ بچا جس میں چند مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہو چکی ہوں۔ صرف بنو امیہ بن زید اور خطمہ اور وائل کے مکانات باقی رہ گئے تھے۔

(زادالمعاد)

* حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نبوت کے تیرہویں سال حج کا موسم آنے سے پہلے مکہ تشریف لائے اور کامیابی کی بشارتوں کے ساتھ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبائل یثرب کے حالات، ان کی جنگی اور دفاعی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے آگاہ کیا۔ (تاریخ طبری)

* نبوت کے تیرہویں سال بمطابق جون ۶۲۲ء کو موسم حج میں بیعت عقبہ ثانیہ پیش آئی۔

(طبقات ابن سعد)

* اس بیعت میں مدینہ کے تہتر مرد اور دو عورتیں شریک تھیں۔ (تاریخ طبری)

* ان افراد کا مکہ پہنچ کر در پردہ رابطہ شروع ہوا اور اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ دونوں فریق ایام تشریق کے درمیانی دن ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں جمرہ اول یعنی جمرہ عقبہ کے پاس گھاٹی میں جمع ہوں اور یہ اجتماع رات کی تاریکی میں خفیہ طریقے پر ہو۔ (تاریخ طبری)

*بیعت عقبہ ثانیہ میں یہ عہد ہوا کہ ہر حال میں اپنے نبی کی بات سنو گے اور مانو گے۔ ہر حال میں مال خرچ کرو گے، بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔ اللہ کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہو گے اور کسی کی پرواہ نہیں کرو گے۔ جب میں تمہارے پاس آ جاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو گے، اور تمہارے لیے جنت ہے۔

(زادالمعاد)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر تبلیغ دین کے لیے بارہ نقیب مقرر فرمائے۔ ۹ خزرج سے اور ۳ اوس سے۔ جن کے نام یہ ہیں:

(۱) اَسعد بن زُرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) سعد بن ربیع (۴) عبداللہ بن رواحہ (۵) سعد بن عبادہ (۶) منذر بن عمرو (۷) براء بن معرور (۸) عبداللہ بن عمرو (۹) عبادہ بن صامت (۱۰) اسید بن حضیر (۱۱) رفاعہ بن عبدالمنذر (۱۲) سعد بن خشیمہ (مدارج النبوۃ)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔

(سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*مدینہ منورہ ہجرت کر کے جانے والوں میں پہلے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی اور پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سب سے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (تاریخ اسلام (کامل))

* تین سال کی مشکلات اور مصائب اٹھانے کے بعد یہ ثابت ہو گیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں تبلیغ اسلام کی کامیابی مشکل ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے مکہ سے ہجرت کی۔ (اصح السیر)

* قریشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ سے ایک سال پہلے ہجرت کر گئے تھے۔ (سیرت ابن اسحاق)

* قریش نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت ظلم کیا۔ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی

چھین لی اوران کے والدین نے بیٹے کو چھین لیا۔اس طرح حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے تنہا مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا۔ایک سال بعد ان کے گھرانے کے ایک فرد کو ترس آ گیا اور اس نے ان کی بیوی اور بچے کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ (الرحیق المختوم)

*بیعت عقبہ ثانیہ کے صرف دو ماہ اور چند دن بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کچھ ایسے مسلمان رہ گئے تھے جنہیں قریش نے زبردستی روک رکھا تھا۔ (زادالمعاد)

*حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائے گی اور تم میرے ہمراہ ہوگے۔ (تاریخ طبری)

*ہجرتِ مدینہ کے وقت قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔
(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*قریش نے قتل کا منصوبہ دارالندوہ میں بنایا تھا۔ یہ قصی بن کلاب نے بنایا تھا، جو قریش کا دارالشوریٰ تھا۔ (تاریخ طبری)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بیعت عقبہ ثانیہ کے تقریباً اڑھائی ماہ بعد ۲۶ صفر ۱۴ نبوی بمطابق ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعرات، دن کے پہلے پہر بنایا گیا۔ (تاریخ طبری)

*اس اجلاس میں قریش کے تمام قبائل کے نمائندے شریک ہوئے۔ ابوجہل بن ہشام قبیلہ بنی مخزوم سے۔ جبیر بن مطعم، طعیمہ بن عدی اور حارث بن عامر بنونوفل سے، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب بنی عبد شمس سے، نضر بن حارث بنی عبدالدار سے، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے، نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج بنی سہم سے اور امیہ بن خلف بنی جمح سے شامل تھے۔ (مدارج النبوۃ)

*اس مجلس میں شیطان ایک نجدی بزرگ کی شکل میں موجود تھا۔ (سیرت ابن اسحاق)

*ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی یہ تدبیر بتائی کہ ہر قبیلے سے ایک نوجوان لیا جائے۔ یہ سب بہادر

رات کی تاریکی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کو گھیر لیں۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لیے نکلیں تو سب اپنی اپنی تلوار سے وار کریں، تاکہ تمام قبیلوں سے قتل کا بدلہ نہ لیا جا سکے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس موقع پر شیخ نجدی (شیطان) نے ابوجہل کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا: "بات یہ رہی جو اس نوجوان نے کہی۔ اگر کوئی تجویز اور رائے ہو سکتی ہے تو یہی ہے، باقی سب ہیچ ہے۔" (الرحیق المختوم)

*حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس منصوبے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے دے دی، اور حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی رقیقہ بنت صیفی نے بھی اطلاع کر دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت مدینہ کی اجازت مل گئی۔ (صحیح بخاری)

*اس اطلاع کے بعد ٹھیک دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں بتایا کہ روانگی کی اجازت مل چکی ہے۔ اس کے بعد ہجرت کا پروگرام طے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لے آئے اور رات کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ (زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور خود گھر سے نکلے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلتے وقت سورہ یٰسین کی آیت نمبر 9 تلاوت فرما رہے تھے اور کوئی بھی مشرک ایسا نہ تھا جس کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی نہ ڈالی ہو۔

(تاریخ طبری)

*اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں میں دُھول جھونکتے ہوئے ان کے درمیان میں سے گزر گئے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور انہیں حکم الٰہی سے آگاہ کر کے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ (صحیح بخاری)

*جب صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور قریش نے انہیں پہچان کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس پر قریش نے انہیں مارا اور پکڑ کر خانہ کعبہ تک لے آئے۔ کچھ دیر

حبس بے جا میں رکھ کر پھر چھوڑ دیا۔ (تاریخ طبری)

* چند مشرک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے، دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا باہر نکلیں، ابوجہل نے پوچھا: لڑکی! تیرا باپ کدھر ہے؟ وہ بولی: واللہ! مجھے معلوم نہیں۔ ابوجہل نے ایسا طمانچہ مارا کہ اسماء رضی اللہ عنہا کے کان کی بالی گر گئی۔ (تاریخ طبری)

ہجرت کا سفر اور قبا میں قیام:

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکل کر مکہ سے چار پانچ میل دور واقع غارِ ثور میں پناہ لی۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تین راتیں قیام فرمایا۔
(الرحیق المختوم)

* غارِ ثور میں قیام کے دوران حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا رات کی تاریکی میں کھانا دے جاتیں۔ دن کے وقت عامر بن فہیرہ بکریوں کا ریوڑ لا کر دودھ دے جاتے اور عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اہلِ مکہ کی خبریں بتا جاتے۔
(تاریخ طبری)

* چوتھے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دو اُونٹنیاں لے کر پہنچا اور یہ حضرات مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔
(تاریخ اسلام (کامل))

* غار میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا۔ (صحیح بخاری)

* غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا

لعابِ دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔ (مشکوٰۃ)

* کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گرفتاری کے لیے سو اُونٹوں کا گرانقدر انعام مقرر کیا تھا۔ (صحیح بخاری)

* تلاش کرنے والے جب غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پریشانی کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر! خاموش رہو، ہم دو ہیں جن کا تیسرا اللہ ہے۔'' (صحیح بخاری)

* حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے زادِ راہ لائیں، مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا تو اپنا کمر بند کھول کر دو حصے کیے، ایک سے توشہ باندھا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا۔ اس وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ روانگی کے لیے پہلے یمن کے رُخ پر چلے، پھر جنوب کی طرف دُور تک، پھر پچّھم کی طرف مُڑے، اور ساحل سمندر کا رُخ کیا۔ پھر انجان راستے سے شمال کی طرف مُڑ گئے۔ یہ راستہ ساحل بحر اَحمر کے قریب تھا اور آمد و رفت شاذ و نادر ہی ہوتی تھی۔ (تاریخ طبری)

* ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سواری پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے بیٹھے۔ (صحیح بخاری)

* اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک خانہ بدوش عورت ام معبد خزاعیہ کے خیموں سے ہوا۔ (صحیح بخاری)

* اُم معبد کی بکریاں اس کا خاوند لے کر جا چکا تھا۔ صرف ایک کمزور سی بکری گھر پر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دودھ کے لیے دریافت فرمایا۔ ام معبد نے کہا کہ بکری کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت سے دودھ دوہ لیا۔ اللہ کی قدرت سے اتنا دودھ نکل آیا کہ گھر کے سارے برتن بھر گئے۔ (مشکوٰۃ)

* راستے میں ایک مشرک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلاش کرتا ہوا آ پہنچا، جس کا نام سراقہ بن مالک بن جعشم تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکڑنا چاہا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا تو اس نے ارادہ ترک کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پروانۂ امن دینے کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ٹکڑے پر پروانۂ امن لکھ کر دیا۔ (صحیح بخاری)

*بریدہ اسلمی جو اپنی قوم کا سردار تھا، مدینہ کے قریب عمیم میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سامنا ہوا اور بات چیت ہوئی تو دل کی دنیا ہی بدل گئی اور اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہوگیا۔ اپنے عمامہ کا جھنڈا بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے مدینہ روانہ ہوا۔ (صحیح بخاری)

*راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ملے، جو مسلمان تاجروں کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید پارچات پیش کیے۔ (صحیح بخاری)

*قباء مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ (تاریخ طبری)

* مکہ سے قباء تک پہنچنے میں چار دن لگے۔ (تاریخ اسلام کامل)

*سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء میں ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی یعنی ۱ھ بمطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ پہنچے۔ (تاریخ اسلام کامل)

*قباء میں داخلے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ترپین سال تھی۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا آغاز ۹ ربیع الاول ۴۱ عام الفیل سے مانتے ہیں اُن کے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تیرہ سال ہوئے تھے، اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا آغاز رمضان ۴۱ عام الفیل سے مانتے ہیں اُن کے قول کے مطابق بارہ سال پانچ مہینے اٹھارہ دن یا بائیس دن نبوت کو ہوئے۔ (الرحیق المختوم)

*قباء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلثوم بن ہدم کے ہاں قیام فرمایا۔ یہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے سردار تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید کے مہمان ہوئے۔
(صحیح بخاری)

*قباء میں قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد قائم کی، جسے اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس مسجد کی تعمیر میں دیگر اصحاب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی حصہ لیا اور بھاری پتھر اٹھاتے تھے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مسجد قباء کی تعمیر مکمل ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''جو اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد قباء میں نماز پڑھے اسے عمرے کا ثواب ملے گا۔'' (تاریخ طبری)

* قباء میں اکثر مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی دیکھا نہیں تھا، پہچان کرانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ کر دیتے تھے۔ (صحیح بخاری)

* مسجد قباء کی تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبلہ کی سمت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتائی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کا قبلہ اعدل واقوم ہے۔ (سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱ھ جمعہ کے دن قباء سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مدینہ کے راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کا ایک سردار ملا تھا، جس کے ساتھ ستر آدمی تھے۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری پر سو اُونٹ انعام رکھا تھا۔ وہ اسی لالچ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتا ہوا اُن تک آ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلام ہو کر اتنا متاثر ہوا کہ اپنے ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ (تاریخ طبری)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو سالم خزرجی کے محلہ وادی ذی صلب کی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔ (تاریخ طبری)

* قباء سے مدینہ روانگی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سو آدمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماموں کے قبیلے بنو نجار کو بھی اطلاع کر دی تھی۔ چنانچہ وہ بھی تلواریں حمائل کیے حاضر تھے۔ (صحیح بخاری)

* مدینہ کے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لیے لوگ روزانہ صبح ہی صبح حرہ کی طرف نکل جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ دیکھتے۔ دوپہر کو سخت دھوپ کے وقت واپس آجاتے۔ (صحیح بخاری)

* جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اسی دن یثرب کی بجائے مدینۃ النبی، مدینۃ الرسول یا شہر

رسول نام پڑ گیا۔ (اسد الغابہ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے لوگ ہتھیار سجا کر جمع تھے، بنی نجار اور انصار کی چھوٹی بچیاں چنگ اور دف بجا کر ترانہ گا رہی تھیں۔ (معارج النبوۃ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت اور مدینہ جاتے وقت قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قیمتاً لی تھی۔

(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاں ٹھہرانے کی سب خواہش کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹنی کی راہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔''

(رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننیہال کے محلے بنو نجار میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے ٹھہری۔ (الرحیق المختوم)

* اُونٹنی کے بیٹھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اُترے تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کجاوہ اُٹھا کر گھر لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ اور میرے لیے قیلولہ کی جگہ تیار کرو۔'' اور پھر وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔

(صحیح بخاری)

* مدینہ پہنچنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانے کے لیے بڑے پیالے میں ثرید لائی گئی، جس میں روٹی، گھی اور دودھ تھا۔ (حیاتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُونٹنی کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی۔ (تاریخ اسلام کامل)

* یہ جگہ بنو نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ زمین

مفت لے لیں، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو قیمت لینے پر مجبور کیا۔ (تاریخ اسلام کامل)

*اس جگہ کی قیمت دس دینار طے ہوئی اور یہ رقم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ (صحیح بخاری)

*جس سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اُسی سال سے ایک تاریخ کی ابتدا ہوئی، جسے سن ہجری کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سن ہجری کا آغاز ہوا، مگر شروع ہجرت کے سال سے مانا گیا۔

(سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*مدینہ تشریف آوری کے چند دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو پانچ سو درہم اور دو اُونٹ دے کر مکہ بھیجا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ کو مدینہ لائے۔ (صحیح بخاری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آل ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے آنے نہیں دیا۔ وہ جنگ بدر کے بعد تشریف لائیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بھی ان مہاجرین کے ساتھ تھے۔ (صحیح بخاری)

*مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر آباد ہوئے اور مسجد نبوی کے حجروں کی تعمیر تک وہاں رہے۔ (ازواج مطہرات)

*مدینہ آمد کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلا بچہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*مدینہ آتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو وطن سے جدائی اور آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بخار آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی۔ جس سے بخار جاتا رہا اور حالات بدل گئے۔
(صحیح بخاری)

*آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ سے دعا کی: ''اے اللہ! ہمارے نزدیک مدینہ کو اسی طرح محبوب کر دے جیسے مکہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ اور مدینہ کی فضاء صحت بخش بنا دے اور اس کے صاع اور مد (غلے کے پیمانے) میں برکت دے۔ اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ پہنچا دے۔'' (صحیح بخاری)

ہجرت کے وقت مدینہ:

*ملک عرب میں مکہ سے شمال کی طرف تقریباً ڈھائی سو میل دُور ایک شہر ہے، جسے پہلے یثرب کہتے تھے اور اب مدینہ کہتے ہیں۔ (رحمۃ للعالمین)

*مدینہ طیبہ میں دو مذاہب کے لوگ تھے، ایک مشرک اور دوسرے یہودی۔
(رحمۃ للعالمین)

*مدینہ طیبہ میں مشرکوں کے دو قبیلے اَوس اور خزرج تھے، جب کہ یہودیوں کے تین قبیلے بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوقریضہ۔ (مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لائے وہ مہاجر کہلاتے ہیں اور مدینہ میں رہنے والے اوس اور خزرج کے لوگ انصاری کہلاتے ہیں۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

*مدینہ کے زیادہ تر مشرکین تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے، لیکن کچھ مشرکین کا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف عداوت رکھتا تھا، جن کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ جنگ بعاث کے بعد اوس اور خزرج کے لوگ اسے بادشاہ تسلیم کرنے والے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے اس کی بادشاہت خطرے میں پڑ گئی۔ دولت اور تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ عربوں سے نہ صرف دو گنا اور تین گنا منافع لیتے، بلکہ سود خور بھی تھے۔ یہ لوگ سازشی اور جنگ وفساد کی آگ بھڑکانے میں

بھی ماہر تھے۔ (رحمۃ للعالمین)

*منافقین کا سردار عبداللہ ابی بن سلول تھا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قیام کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔
(سیرت محمدیہ)

*مسجد نبوی کی جگہ جن دو یتیم لڑکوں کی تھی ان کے ولی حضرت اسعد بن زُرارہ نجاری خزرجی تھے۔
(تاریخ طبری)

*مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی قبریں اُکھڑوا دیں، ویران و برباد کر دیا اور کھجوروں کے درختوں کو کٹوا کر قبلہ کی جانب لگوا دیا۔
(صحیح بخاری)

*مسجد نبوی کی تعمیر میں تمام مسلمانوں نے حصہ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی کام کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لاتے۔ (صحیح بخاری)

*مسجد نبوی کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا۔ دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے بنائی گئی تھیں۔ چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈالے گئے۔ کھجوروں کے تنوں کے کھمبے بنائے گئے، فرش پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں اور ریت بچھائی گئی۔ تین دروازے بنائے گئے۔ ایک سو ہاتھ لمبائی اور تقریباً اتنی ہی چوڑائی تھی۔ بنیادیں تقریباً تین ہاتھ گہری تھیں۔ (صحیح بخاری)

*مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔
(صحیح بخاری)

*مسجد نبوی کے صحن میں ایک صفہ بنایا گیا تھا، اسے اصحابِ صفہ کا چبوترہ بھی کہتے ہیں۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اصحابِ صفہ وہ فقراء اور مساکین صحابہ تھے جو مال ومنال اور اہل وعیال نہ رکھتے تھے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد کے مشرق کی جانب ہے، جہاں اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ (صحیح بخاری)

*اذان کا موجودہ طریقہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا۔ (سیرت محمدیہ)

*مہاجرین اور انصار کو بھائی بھائی بنانے کا عمل مواخات یا بھائی چارہ کہلاتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آمد کے بعد یہ کام کیا۔ (مشکوۃ)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہاجر اور ایک انصاری میں بھائی چارہ کروایا،جس کے بعد وہ آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح سمجھے جاتے اور یہ ایک ددسرے کے وارث بھی ہوتے تھے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*باہمی بھائی چارے سے ایک دوسرے کے وارث ہونے کا طریقہ جب تک رشتہ کی بناء پر میراث تقسیم ہونے کا حکم قرآن پاک میں نازل نہ ہوا،تب تک جاری رہا۔ (تاریخ اسلام کامل)

*بھائی چارے میں کل نوّے آدمی تھے۔آدھے مہاجرین اور آدھے انصار شریک ہوئے۔ (زاد المعاد)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواخات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ (مختصر سیرۃ الرسول)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کا فتنہ دبانے کے لیے ایک معاہدہ کرلیا۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا اور اسے میثاق مدینہ بھی کہتے ہیں۔اس کی اہم دفعات یہ تھیں:

۱۔یہود کو مذہبی آزادی ہوگی۔ ۲۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ کریں گے۔ ۳۔کسی ایک فریق کو لڑائی پیش آئے گی تو ایک دوسرے کی مدد کریں گئے ۴۔ مدینہ پر حملہ ہوا تو دونوں فریق ایک دوسرے کے شریک ہوں گے ۵۔کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی اس صلح میں شریک ہوگا ٦۔کوئی فریق قریش کو امن نہ دے گا ۷۔مسلمانوں کی اگر جنگ ہوگی تو یہودی بھی خرچ میں شامل رہیں گے ۸۔مظلوم کی امداد کی جائے گی ۹۔کوئی فریق اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا ۱۰۔ یہ معاہدہ

کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہ بنے گا فریقین میں جھگڑا پیدا ہوگا تو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔

(سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*یہود نے معاہدے کی پابندی قطعاً نہیں کی، بلکہ وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ چنانچہ بنوقینقاع نے دوسرے سال، بنونضیر نے چوتھے سال اور بنوقریظہ نے پانچویں سال بہت برے طریقے سے بدعہدی کی۔

(زادالمعاد)

* مکہ کے مشرکین نے اسلام کی مخالفت کے لیے ہجرت کے بعد اوس اور خزرج کے ان لوگوں کو جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، مقابلے کے لیے بھڑکایا۔ ان کو لکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینے سے نکال دو، ورنہ ہم مدینہ پہنچیں گے اور تمہارے جوانوں کو قتل کردیں گے اور عورتوں کو باندیاں بنالیں گے۔ (رحمۃ للعالمین)

* قریش ملک شام سے تجارت کرتے تھے۔ ان کے قافلے شام جاتے ہوئے مدینے کے پاس سے گزرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان قافلوں کو تنگ کرنا شروع کردیا، تاکہ مشرکین پریشان ہوں اور ان کی طاقت کمزور پڑ جائے۔

(طبقات)

*اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے لیے مخالفین کو نقصان پہنچانا جہاد ہے۔ (تاریخ اسلام کامل)

*جہاد فرض ہے۔ البتہ جہاں مسلمان رہتے ہوں اگر اسلامی حکومت ہے اور امن واَمان ہے تو یہ فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کے کچھ لشکر جہاد کرتے رہیں تو سب سے فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر اس ملک کی اسلامی حکومت خطرے میں پڑ جائے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، نماز روزے کی طرح۔ (زادالمعاد)

*ایک ہجری میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دے دی، لیکن اسے فرض قرار نہیں دیا۔ (

سیرۃ النبویہ)

*جہاد کے بارے میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۹ میں حکم ہوا:

''جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہے انہیں بھی جنگ کی اجازت دی گئی، کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔''

*وہ لڑائی جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک ہوئے ہوں غزوہ کہلاتی ہے۔ جیش بڑے لشکر کو کہتے ہیں اور سریہ اس دستے کو کہا جاتا ہے جس میں تھوڑے سپاہی ہوں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت نہ فرمائی ہو۔ (رحمۃ للعالمین)

*جنگ کی اجازت ملنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو منصوبے اختیار کیے۔ مکے سے شام جانے والی تجارتی شاہراہ تک اپنا تسلط بڑھا دیا۔ اور اس کے اردگرد آباد قبائل سے دوستی کر لی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ دوسرا منصوبہ اس شاہراہ پر گشتی دستے بھیجنے کا تھا۔ (الرحیق المختوم)

*لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کی طرح شروع دن میں لڑائی کرنا پسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لیتے کہ وہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ بعض اوقات مرنے پر اور جہاد پر بھی بیعت لیتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے کہ کیمپ کہاں لگایا جائے اور دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ جنگ کے سفر میں پیچھے چلتے، تا کہ کمزوروں کو ساتھ لائیں۔ جنگ کا ارادہ کرتے تو اکثر توریہ (جس طرف جانا ہو اس کی مخالف سمت کو مشہور کرنا) سے کام لیتے۔ دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے جاسوس بھیجتے۔ اپنے کیمپ کے گرد محافظ اور پہریدار متعین فرماتے۔ لڑائی سے پہلے دعا مانگتے اور اللہ سے مدد طلب فرماتے۔ دشمن کے مقابلہ کے لیے لشکر کو ترتیب دیتے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے۔ جنگی ہتھیار پہنتے۔ مختلف سپہ سالاروں کو دینے کے لیے جھنڈے استعمال فرماتے۔ فتح پاتے تو اس مقام پر تین دن ٹھہرتے۔

(سیرۃ النبویہ)

سرایا اور غزوات

غزوہ بدر:

*اسلام کی سب سے بڑی جنگ غزوہ بدر ہے اور یہی یوم الفرقان ہے۔

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*غزوہ بدر کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ انفال اور سورۃ آل عمران میں ہے۔

*بدر ایک کنویں کا نام ہے اور اس گاؤں کو بھی کہتے ہیں جو اس کے پاس آباد ہے۔ اس کے قریب جنگ ہوئی، جسے جنگ بدر کہتے ہیں۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش مکہ کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلے کو روکنے کا حکم دیا تھا۔ اس قافلے کا سردار ابوسفیان تھا قریش نے قافلے کو بچانے کے لیے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ (طبقات ابن سعد)

*میدان بدر مدینہ طیبہ سے اَسی میل اور مکہ سے دو سو ستر میل کے فاصلے پر ہے۔

(سیرت ابن اہشام)

*غزوہ بدر کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ بروز شنبہ بمطابق ۶۲۴ء کو روانہ ہوئے۔ (سیرت ابن اہشام)

*ابوسفیان کا تجارتی قافلہ دس دن تک مقام حوراء میں مقیم رہنے کے بعد راستہ بدل کر نکل گیا۔ (طبقات)

*انصار مدینہ سب سے پہلے جنگ بدر میں باقاعدہ شریک ہوئے۔ (طبقات)

*اسلامی لشکر میں سواری کے لیے ستر اُونٹ اور تین گھوڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سواروں کے لیے باری باری ایک ایک اونٹ مقرر فرمایا۔ (الرحیق المختوم)

*جنگ بدر میں ایک گھوڑا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے پاس اور دوسرا گھوڑا حضرت زبیر بن عوام رضی

اللہ عنہ کے پاس تھا۔(طبقات)

* آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ان میں تین مہاجرین میں سے تھے،یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ،حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔اور پانچ انصار میں سے تھے،یعنی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ،حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ،حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ،حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ۔ (زادالمعاد)

* یہ حضرات اس لیے شرکت نہ کرسکے کہ ان میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف تھے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانگی سے دس دن پہلے قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا،جو بعد میں مدینہ واپس آئے۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ روحاء سے ضربِ شدید کے سبب واپس کر دیے گئے۔حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحاء سے کسی خاص کام کے لیے بنوعمرو بن عوف کے پاس بھیج دیا۔حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ روحاء سے ٹانگ پر شدید زخم کی وجہ سے واپس بھیج دیے گئے اور حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ اثنائے راہ میں ساق پر پتھر لگنے کے سبب مقام صفراء سے واپس کر دیے گئے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مدینہ سے روانہ ہونے کے بعد مقام روحاء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:ہماری روانگی کا علم اہل مکہ کو ہو گیا ہے۔اگر وہ جنگ کے لیے آجائیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟(الرحیق المختوم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر اس مقدس جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو تسلیم کرنے کا عہد کیا۔حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ''آپ اور آپ کے خدا چلے جائیں اور جنگ کر لیں،ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔''ہم تو آپ کی دائیں جانب سے بھی لڑیں گے اور بائیں جانب سے بھی،آپ کے آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی۔'' (صحیح بخاری)

*بدر کے قریب پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کا حال معلوم کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔ (الرحیق المختوم)

*لشکر قریش میں ایک ہزار سپاہی تھے جس میں سو سواروں کا ایک دستہ تھا۔
(الرحیق المختوم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے بدر تک چار یا پانچ روز میں یہ مسافت طے کی، جو عموماً دس دن میں طے ہوتی تھی۔(الرحیق المختوم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر کے ہمراہ ۱۷رمضان المبارک جمعہ کی رات کو عشاء کے وقت بدر میں پہنچے۔(الرحیق المختوم)

*جنگ بدر میں قریش کا سردار عتبہ بن ربیعہ لشکر قریش کی کمان کر رہا تھا، جب کہ ان کا سردار ابو جہل تھا۔(زادالمعاد)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کا نام سن کر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: مکہ نے اپنے تمام جگر پارے تمہارے سامنے ڈال دیے ہیں۔(الرحیق المختوم)

*انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ آپ کی صداقت پر ایمان لا چکے ہیں۔ ہماری شہادت یہ ہے کہ جو کچھ آپ پیش فرما رہے ہیں وہ حق ہے۔ ہم اطاعت شعاری اور وفاداری کا عہد و پیمان کر چکے ہیں۔ یا رسول اللہ! اللہ کا جو حکم ہے آپ اس پر عمل شروع کیجیے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق وصداقت کا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے! آپ کا ارشاد چاہیے۔ ہم سمندر میں کودنے کو تیار ہیں۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہ سکتا۔ ہمیں کوئی ناگواری نہیں۔ اگر کل کو جنگ ہوتی ہے تو ہم بڑے حوصلے سے مقابلہ کے لیے تیار ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم کس طرح جم کر لڑتے ہیں۔ اور دعویٰ شجاعت کی تصدیق کس طرح اپنے عمل سے پیش کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے کارنامے آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں گے۔ آپ خدا کا نام لیجیے اور آگے قدم

بڑھائیے۔(مسلم کی روایت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے)۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*بدر کی لڑائی ۱۷ رمضان المبارک بروز منگل بمطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء کو ہوئی۔ (الرحیق المختوم)

*بدر کی جنگ میں کفار کے پاس سات سو اُونٹ، سو گھوڑ سوار اور تمام فوجی اسلحہ، ذرہ اور خودوں سے لیس تھے۔مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے، ستر اُونٹ اور چند تلواریں تھیں۔(زادالمعاد)

*لشکر اسلام کا بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس، مہاجرین میں سے چھوٹا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور انصار میں قبیلہ اَوس کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا،قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔(الرحیق المختوم)

*ابوسفیان نے ایک شخص ضمضم بن عمرو غفاری کو سونے کے بیس مثقال دے کر مکہ بھیجا۔جس نے اُونٹ کی ناک کاٹ کر، کپڑے پھاڑ کر اور اُونٹ پر اُلٹا بیٹھ کر مکے میں اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کر دیا ہے۔

(الرحیق المختوم)

*جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا کر لے گیا تو جحفہ کے مقام پر اس کی ملاقات قیس بن امرئ القیس کے ساتھ ہوئی۔ابوسفیان نے اس کے ذریعے لشکر قریش کو پیغام بھیجا۔مقام جحفہ، مدینہ کے راستے میں مکہ سے تین چار میل پر ہے۔

(الرحیق المختوم)

*ابوجہل نے کہا کہ ہم بدر سے واپس نہ لوٹیں گے تین دن ٹھہریں گے اُونٹ ذبح کریں گے اور کھائیں گے،شراب پییں گے اور راگ سنیں گے۔ (سیرت کامل)

*حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جہاں قریش کی فوج ہے اس کے قریب ایک ایسا کنواں ہے جس کا پانی بہت شیریں ہے اور اتنا گہرا ہے کہ کبھی ٹوٹتا نہیں۔ہم اس کے قریب حوض بنا کر پانی اس میں بھر لیں گے اور آس پاس کے کنوؤں کو بند کر دیں گے۔(طبقات)

* مسلمان جہاں ٹھہرے وہاں کی زمین نرم اور ریتلی تھی، جہاں پاؤں اور چوپایوں کے کھر اور سم دھنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مینہ برسا دیا، جس سے لشکر اسلام نے پانی پیا، غسل کیا، چوپایوں کو پانی پلایا اور مشکیں بھر لیں۔ اور ریت سخت ہوگئی، جس پر چلنا آسان ہوگیا۔ (الرحیق المختوم)

* لشکر قریش بدر کی دوسری جانب تھا، جہاں نشیبی علاقہ تھا اور وہاں چلنا آسان تھا۔ بارش ہونے کی وجہ سے وہاں کیچڑ ہوگیا اور دلدل کی وجہ سے چلنا مشکل تھا۔ (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام رات بیدار اور مصروفِ دعا رہ کر گزاری۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ کا ورد تھا۔ (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدان جنگ کا چکر لگاتے ہوئے کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے کی ایک ایک جگہ دکھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشاندہی کرتے تھے اور فرماتے تھے: ان شاء اللہ یہاں فلاں گرے گا، یہاں فلاں گرے گا۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز صبح کی نماز کے بعد تقریر فرمائی اور صف بندی کا حکم دیا۔ دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ اس کے اشارے سے صفیں درست فرما رہے تھے۔ (سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* جنگ بدر کے موقع پر تقریر کرنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ انفال پڑھی تھی۔ (سیرت ابن ہشام)

* حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ جنگ بدر میں صف بندی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیر جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ فرما رہے تھے، اُن کے پیٹ پر لگ گیا۔ انہوں نے فوراً دہائی دی: یا رسول اللہ! آپ عادل و منصف ہیں، آپ کا تیر میرے پیٹ پر لگ گیا ہے، میں اس کا بدلہ لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدلہ لینے کی اجازت دی تو حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا پیٹ ننگا تھا، اس لیے آپ بھی کرتہ ہٹایئے، تب انتقام صحیح ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے ہی پیراہن مبارک ہٹایا حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے شکم مبارک پر بوسہ دے دیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری تمنا تھی کہ اس آخری وقت میں اس جسم حقیر کی چمڑی جسد اطہر کی پاک جلد سے چھو جائے۔ اس لیے آپ مجھے معاف

فرما دیجیے۔سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دعا دی۔
(الرحیق المختوم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صف بندی سے پہلے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر لڑائی نہ کرنا۔جب مشرکین جمگھٹا کر کے قریب آئیں تو تیر چلانا اور جب تک وہ تم پر چھا نہ جائیں تلوار نہ کھینچنا۔(الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے لیے تین گروہوں میں سے ایک ایک شخص کو الگ الگ جھنڈا عطا کیا۔ مہاجرین کا علم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو، خزرج کا علم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو اور اَوس کا علم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ (طبقات)

*اللہ تعالیٰ نے جنگ کے شروع میں مسلمانوں کو لشکر کفار کی کم تعداد دکھائی، تاکہ حوصلے بلند رہیں اور کفار کو لشکر اسلام کی تعداد زیادہ دکھائی، تاکہ اُن پر ہیبت طاری ہو۔سورہ انفال میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔(الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صف بندی کے بعد اپنے چھپر میں تشریف لے گئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: ''الٰہی! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا فرما۔الٰہی! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''
(طبقات)

*اس دعا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُونگھ آ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ''ابوبکر! خوش ہو جاؤ، یہ جبرئیل ہماری مدد کے لیے آ گئے ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہوئے چھپر سے باہر آئے:

﴿سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَيُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ﴾ [القمر:۴۵]

''(حقیقت تو یہ ہے کہ) اس جمعیت کو عنقریب شکست ہو جائے گی، اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔'' (الرحیق المختوم)

*جنگ بدر میں کفار نے تیر برسانے شروع کیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسجع رضی اللہ عنہ کو تیر لگا۔ یہ اس معرکہ کے پہلے شہید ہیں۔ انہیں عامر بن حضرمی نے شہید کیا۔ (طبقات)
*ایک نامی گرامی بہادر جس کا نام حبیب بن یساب بتایا گیا ہے۔ تین مرتبہ حضور ﷺ سے ملا اور کہا کہ میں مسلمانوں کی مدد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں کسی مشرک کی مدد کی ضرورت نہیں۔ (سیرۃ حلیہ)
*حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور جنگ سے پہلے کھجوریں کھا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ (الرحیق المختوم)
* کفار کی طرف سے سب سے پہلے مقابلے کے لیے قریش کا رئیس اعظم اور سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید نکلا۔ عتبہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ولید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ شیبہ نے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو قتل کیا۔ ابن ہشام، مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت اس سے مختلف ہے۔ (مشکوۃ)
*مشرکین کے مقابلے کے لیے پہلے تین بہادر انصاری صحابہ حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نکلے، مگر عتبہ نے کہا کہ یہ ہمارے جوڑ کے نہیں ہیں، اس لیے ان سے مقابلہ نہ ہوا۔ (طبقات)
*جنگ بدر میں گھمسان کا رن پڑا تو آنحضرت ﷺ میدان کی طرف بڑھے۔ زِرہ جسم مبارک پر ڈھلک رہی تھی۔ دشمن سے بہت قریب، سب کی پناہ گاہ بنے ہوئے تھے۔ (طبقات)
* گھمسان کا رن پڑنے سے پہلے حضور ﷺ نے ایک کنکریوں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک کی سورہ انفال میں ہے۔ (الرحیق المختوم)

*حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے دو بیٹوں حضرت معوذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ابوجہل کا پوچھا اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سر کاٹا۔ (صحیح بخاری)

*اُمیہ بن خلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا دشمن تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس کے غلام تھے۔ یہ اُن پر ظلم کیا کرتا تھا۔ جنگ بدر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اسے بچانے کی کوشش کی، کیونکہ ان سے امن کا معاہدہ تھا، مگر مسلمانوں نے اس خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کو قتل کر دیا۔ بعض سیرت نگاروں کے مطابق اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (صحیح بخاری)

*مشہور خاتون حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ پروردگار اپنے بندے کی کس بات سے مسکراتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس بات سے کہ بندہ خالی جسم (بغیر حفاظتی ہتھیار کے) اپنا ہاتھ دشمن کے اندر ڈبو دے۔ یہ سن کر حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے بدن سے زِرہ اُتار پھینکی اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ (الرحیق المختوم)

*ابوجہل کو قتل کرنے والے دو بھائیوں میں سے حضرت معوذ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شہید ہوئے، جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ (بخاری شریف)

*جنگ بدر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔ (الرحیق المختوم)

*اس جنگ میں حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکڑی کا پھٹا دے دیا۔ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر ہلایا تو وہ چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔ انہوں نے اس سے لڑائی کی۔ اس تلوار کا نام عون یعنی مدد رکھا گیا۔ (الرحیق المختوم)

*جنگ بدر میں نصرتِ خداوندی اور امدادِ غیبی کی وجہ سے مسلمانوں کا جرأت و بہادری سے لڑنا، فرشتوں کا

نزول، پُراَسرارآوازیں، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلوار دشمن تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ جاتا۔کوڑے پڑنے سے مشرکین کی موت، بہت سے ایسے مشرکین کی لاشیں اور کٹے ہوئے سَر ملنا جنہیں کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی قتل کرنا تسلیم نہ کیا۔مشرکین کی گرفتاری میں ناواقف لوگوں کا مدد کرنا۔ (طبقات)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین دن تک بدر میں قیام فرمایا۔ (الرحیق المختوم)

*جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔ (الرحیق المختوم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے دن بدر سے روانگی کے وقت کنویں کے پاس کھڑے ہو کر سب سردارانِ قریش اوران کے باپ کا نام لے کر پکارنا شروع کیااور کہا: تم اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرتے تو کیا تمہیں آج خوشی نہ ہوتی؟ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے سچ پایا۔کیا تم نے بھی دیکھ لیا کہ اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے سچ پایا؟ (الرحیق المختوم)

*مسلمانوں نے مقام روحاء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدر سے واپسی پر استقبال کیا۔ (الرحیق المختوم)

*جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر سے واپس مدینہ پہنچے تو منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے دکھاوے کے لیے اسلام قبول کیا۔ (سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اَسیرانِ بدر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان سے فدیہ لیا جائے۔ (الرحیق المختوم)

*اَسیرانِ بدر کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ (سیرت ابن ہشام)

*اَسیرانِ بدر سے فدیہ حسب حیثیت لیا گیا۔کم سے کم ایک ہزار اور زیادہ سے زیادہ چار ہزار درہم۔ ناداروں سے دس دس بچوں کو پڑھانے کا کام لیا گیا۔ (بخاری)

*اَسیرانِ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے، جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے تھے۔(طبقات)

*شوہر کی رہائی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جو فدیہ بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت اُن کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب مبارک پر اس کا اثر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں سے مشورے کے بعد ماں کی یادگار بیٹی کو واپس بھیج دی اور ابوالعاص کو بلافدیہ رہا کر دیا گیا۔(الرحیق المختوم)

*اَسیرانِ بدر کے پاس کپڑے نہیں تھے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام اَسیرانِ بدر کو کپڑے دلوائے۔(سیرت حلبیہ)

*حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا کرتہ پہنایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبداللہ بن اُبی منافق کے کفن کے لیے جو کُرتہ دیا تھا وہ اسی احسان کا بدلہ تھا۔(صحیح بخاری)

*حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ)

*حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں شرکت نہیں کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا۔ ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا۔ (زادالمعاد)

*حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں شرکت نہیں کی۔ آپ دونوں تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غنیمت میں سے حصہ دیا۔ (البدایہ والنہایہ)

*رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی۔ (الرحیق المختوم)

غزوہ اُحد:

*اُحد مدینہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے۔ یہاں حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر بھی ہے۔ یہ لڑائی اسی مقام پر ہوئی، اس لیے اسے جنگ اُحد کہا گیا۔

(الرحیق المختوم)

*جنگ اُحد، جنگ بدر کے ایک سال بعد، یعنی ہجرت سے اکتیس ماہ بعد بروز ہفتہ ۱۱ شوال ۳ھ میں بمطابق ۲۳ مارچ ۶۲۴ء میں ہوئی۔ (طبقات)

*اُحد مدینہ سے تین میل دور ہے۔ (سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*جنگ اُحد کی وجہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینا تھا۔ اس سلسلے میں سردارانِ قریش عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن اُمیہ، ابوسفیان بن حرب اور عبداللہ بن ربیعہ پیش پیش تھے۔(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*جنگ اُحد میں مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی۔ شروع میں تین سو منافق بھی شامل تھے۔ ان کا سردار عبداللہ بن اُبی انہیں راستے میں واپس لے گیا۔

(سیرت ابن اسحاق)

*مسلمانوں کے پاس صرف پچاس گھوڑے تھے اور ایک سو زِرہ پوش (زادلمعاد)

*اس جنگ میں قریش اور حلیف قبائل کی مجموعی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی، شتر سوار تین ہزار، گھوڑ سوار دوسو۔ زِرہ پوش سات سو اور تیر انداز ایک سو تھے۔ (طبقات)

*جوش اور غیرت دِلا کر جذبۂ انتقام بڑھکانے کے لیے پندرہ عورتیں لشکر قریش میں شامل تھیں۔ (طبقات)

*ان میں سپہ سالارِ قریش ابوسفیان کی بیوی ہند بھی تھی، جس کا باپ عتبہ بن ربیعہ اور چچا اور بھائی جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔(الرحیق المختوم)

*چند دوسری نامور خواتین بھی شامل تھیں، جن کے نام یہ ہیں: عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی اُم حکیم، حضرت

خالد کی بہن فاطمہ، رئیس طائف مسعود ثقفی کی بیٹی برزہ، عمرو بن العاص کی بیوی ربطہ، حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ خناس بنت مالک۔ (طبقات)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لشکر کفار کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دی تھی، جو مسلمان ہو گئے تھے، مگر ابھی تک مکہ میں تھے۔ (الرحیق المختوم *) لشکر کفار میں رسالے کی کمان خالد بن ولید کے پاس تھی اور عکرمہ بن ابو جہل کو ان کا معاون مقرر کیا گیا۔ (الرحیق المختوم)

* بابِ رسالت پر شب بھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت اُمیہ بن حضیر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہرہ دیا۔ (طبقات)

* جنگ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز دی کہ شہر کے اندر رَہ کر مقابلہ کیا جائے۔ (طبقات)

* اَنصار اور مہاجرین کے اکثر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تجویز کو پسند کیا۔ (طبقات)

* بعض فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دیا کہ میدان میں تشریف لے چلیں۔ اور انہوں نے اس پر سخت اصرار کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مشورہ تھا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔ (الرحیق المختوم)

* لشکر قریش سے مقابلے کے لیے جمعہ کے روز آزادی رائے سے یہ اتفاق ہو گیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ (طبقات)

* بعض اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہم تو اس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اب اللہ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے مدمقابل ہی تشریف لے چلیں، وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم ڈر گئے ہیں۔ (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی گرم جوش صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی! میں کوئی غذا نہ

چکھوں گا، یہاں تک کہ مدینے سے باہر اپنی تلوار کے ذریعے ان سے دو دو ہاتھ نہ کرلوں۔'' (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگ اُحد کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمامہ باندھا، پوشاک زیب تن کروائی اور دو زِرہیں پہنائیں۔ (طبقات)

* جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنگی لباس دوہری زِرہ تھی۔ پشت مبارک چمڑے کے پٹکے سے کسی ہوئی تھی۔ گردن کے ایک طرف تلوار کا تلہ تھا اور دوسری طرف کمان۔ پشت پر ترکش اور دست مبارک میں نیزہ۔ میدانِ جنگ میں خود بھی سر مبارک پر تھا۔ (طبقات)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نبی کے لیے مناسب نہیں کہ جب وہ زِرہ پہن چکا ہو تو جنگ کے فیصلے سے پہلے اُتار دے۔ اب جو فیصلہ ہو چکا ہے اس پر عمل کرو۔ خدا کا نام لے کر چلو۔ جو میں ہدایات دیتا رہوں اُن پر عمل کرو۔ جب تک تم صبر و استقامت سے کام لیتے رہو گے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے گی۔'' (طبقات)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُحد کو روانگی کے وقت اُن کے آگے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ زِرہ پہنے آگے آگے چل رہے تھے۔ (الرحیق المختوم)

* مدینہ کے انتظامات حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کے سپرد کیے گئے تھے۔ (الرحیق المختوم)

* اسلامی لشکر میں شامل رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مقام شوط سے واپس آ گیا۔ (الرحیق المختوم)

* عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کی میری تجویز نہیں مانی۔ (الرحیق المختوم)

* چھوٹے اور نا قابل جنگ بچوں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، اُسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ، عرابہ بن اَوس رضی اللہ عنہ،

عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سعد بن حبہ رضی اللہ عنہ لشکر میں شامل تھے۔ (طبقات)

*اسلامی لشکر نے پہاڑ کی وادی کرانہ میں پڑاؤ ڈالا تھا۔ اُحد پہاڑ کو پشت پر اور کوہِ عینین کو اپنی بائیں طرف رکھا گیا۔ سامنے مدینہ تھا۔ (الرحیق المختوم)

* جس پہاڑی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیر اندازوں کو تعینات فرمایا تھا اس چھوٹی پہاڑی کا نام جبل رماۃ ہے، جو کہ وادی قناۃ کے جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ یہ اسلامی لشکر سے ڈیڑھ سو میٹر جنوب مشرق میں تھی۔ (الرحیق المختوم)

*اس پہاڑی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ تعینات فرمایا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس دستے کے سربراہ حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری دوسی بدری رضی اللہ عنہ تھے۔ (طبقات)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمانڈر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''شہسواروں کو تیر مار کر ہم سے دور رکھو۔ وہ پیچھے سے ہم پر چڑھ نہ آئیں۔ ہم جیتیں یا ہاریں، تم اپنی جگہ رہنا۔ تمہاری طرف سے ہم پر حملہ نہ ہونے پائے۔'' (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیر اندازوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہماری پشت کی حفاظت کرنا۔ اگر دیکھو کہ ہم مارے جا رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا۔ اور اگر دیکھو کہ ہم مال غنیمت سمیٹ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ اگر تم لوگ دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا، یہاں تک کہ میں بلا نہ بھیجوں۔ اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے قوم کو شکست دے دی ہے اور انہیں کچل دیا ہے تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا، یہاں تک کہ میں بلا نہ بھیجوں۔''
(الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متکبرانہ چال چلتے دیکھ کر حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس چال کو اللہ

تعالیٰ اور اس کا رسول ناپسند کرتا ہے، مگر میدانِ جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں یہ پسندیدہ عمل ہے۔'' (سیرت ابن ہشام)

*باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا تو پہل مشرکین نے کی۔ مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا۔ (الرحیق المختوم)

*طلحہ بن ابی طلحہ کو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں جو کبش الکتیبۃ دیکھا تھا وہ یہی ہے۔''

(طبقات)

*طلحہ بن ابی طلحہ کے بعد اس کا بھائی عثمان جھنڈا ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آیا۔ (طبقات)

*حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ (الرحیق المختوم)

*حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے سر پر جو سرخ پٹی باندھ رکھی تھی اس کے ایک طرف لکھا تھا: ''اور اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے۔'' جب کہ دوسری طرف لکھا تھا: جنگ میں بزدلی عار ہے اور جو فرار اختیار کرے عذابِ دوزخ سے نہیں بچ سکتا۔''

*جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اسی نیزے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو قتل کیا تھا۔ (صحیح بخاری)

*حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ''غسیل الملائکہ'' کا خطاب اس لیے دیا گیا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اہلیہ کے پاس خلوت کدہ میں تھے کہ حملے کی خبر پہنچی۔ میدانِ جنگ کی طرف دوڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ فرشتوں نے ان کے جنازے کو غسل دیا تھا۔ (الرحیق المختوم)

*لشکر اسلام کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ابن قمئہ کے ہاتھوں شہید ہوئے تو اس نے شور مچا دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا ہے۔

(الرحیق المختوم)

* مسلمان گھیرے میں آئے تو انتشار اور بدنظمی سے تین گروہ بن گئے تھے۔ایک کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد اب لڑائی بے کار ہے۔ وہ یا تو بھاگنے لگے یا ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے۔ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیات نہیں رہے تو ہماری زندگی کس کام کی؟ وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔اور تیسرا گروہ ایسا تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فکر اور تلاش تھی۔ (صحیح بخاری)

* حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے ہمت ہارنے والے مسلمانوں سے کہا: ''تو اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تم لوگ زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور جس چیز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جان دی اُس پر تم بھی جان دے دو۔'' اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ان کو نیزے، تلوار اور تیر کے اَسّی سے زیادہ زخم آئے۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم سے کہا: ''اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قتل کر دیے گئے ہیں تو اللہ تو زندہ ہے، وہ تو نہیں مر سکتا۔تم اپنے دین کے لیے لڑو، اللہ تمہیں فتح اور مدد دے گا۔'' پھر لڑتے لڑتے خالد بن ولید کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (سیرت اسحاق)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عبداللہ بن قمئہ نے حملہ کیا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہو گئے۔ (طبقات)

* عبداللہ بن قمئہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کیا تو حضرت اُم عمارہ مازنیہ رضی اللہ عنہا سامنے آ گئیں۔ان کے مونڈھے پر تلوار کا گہرا زخم لگا۔(طبقات)

* حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے پہلے پہچانا اور زور سے پکار کر کہا: ''مسلمانو! تم کو بشارت ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہیں۔''(طبقات)

* سب سے پہلے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کفار سے لڑتے لڑتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بڑھے اُن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں۔ (الرحیق المختوم)

* جب حملہ آور قریب پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو انہیں ہم سے دفع کرے اور اس کے لیے جنت ہے۔ (الرحیق المختوم)

*عتبہ بن ابی وقاص کا پتھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر داہنی طرف لگا اور داہنی جانب کے دو دانت شہید ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

*ابن قمئہ کا پتھر خود کی جھالر سے ٹکراتا ہوا چہرے پر لگا، جس سے جھالر کی دو کڑیاں رخسارِ انور میں گھس گئیں۔ (صحیح بخاری)

*ابو عامر فاسق نے گڑھے کھدوا رکھے تھے۔ ان میں سے ایک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر گئے اور گھٹنے مبارک چھل گئے۔ (صحیح بخاری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی تھے اور دوہری زِرہ پہنے ہوئے تھے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے گود میں لے کر اٹھایا۔ (صحیح بخاری)

*آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرے کا خون صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ دیا؟ حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ (صحیح بخاری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر دعا فرمائی: ''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، وہ نہیں جانتی۔ اور اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، وہ نہیں جانتی۔'' (صحیح مسلم)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''تیر چلاؤ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکش کے سارے تیر اُن کو دے دیے تھے۔ (صحیح بخاری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں پر دشمنوں کے تیر روکتے رہے اور انگلیاں شل ہو گئیں۔ (صحیح بخاری)

*اُحد کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''جو شخص کسی شہید کو رُوئے زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔'' (الرحیق المختوم)

*جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گڑھے میں سے اوپر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''طلحہ نے جنت واجب (پکی) کر لی۔''

(سیرت ابن ہشام)

*اس نازک لمحے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفید کپڑے پہنے ہوئے دو آدمی تھے۔ روایت ہے کہ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک شیدائی صحابی مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے بہتا ہوا خون چوس لیا تھا۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

*اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی کہ میرا خون جس کے خون سے مل جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔ (سیرت ابن ہشام)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردن اٹھا کر دشمنوں کی طرف دیکھتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے:

''آپ پر میرے ماں باپ قربان! گردن اٹھا کر نہ دیکھیے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے۔ یہ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لیے ڈھال ہے۔'' (بخاری شریف)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر پڑا تو ان پر آسمان سے عذاب اُتر پڑے گا۔

(سیرت ابن اسحاق)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے ہوئے حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا اور ڈیلا باہر آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے ٹھیک کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک کرتے ہوئے دعا فرمائی: ''خدایا! تو قتادہ کو بچا، جیسا کہ اس نے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے آخری سانس لیتے ہوئے میدان جنگ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام

بھجوایا اور شکر یہ ادا کیا کہ ہمیں حق کا راستہ دکھایا۔

(سیرت ابن ہشام)

* حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے پیغام دیا کہ جب تک کوئی ایک جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں رہے، اگر دشمن نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال بھی بیکا کر دیا تو تمہارے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا کہ خدا کے حضور پیش کرسکو۔ (سیرت ابن ہشام)

* اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے غیبی امداد کا ایک اور سامان کر دیا تھا۔ چند لمحوں کے لیے غنودگی (نیند) طاری کر دی، جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔ (بخاری شریف)

* اس لڑائی میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ چار مہاجرین اور چھیاسٹھ انصار۔ بائیس کفار مارے گئے۔

(صحیح بخاری)

* جو مسلمان جنگ اُحد میں شہید ہوئے ان کا مثلہ کیا گیا۔ اُن کے ناک کان کاٹ ڈالے گئے۔ (سیرت ابن ہشام)

* شہدائے اُحد کو اسی لباس میں دفن کیا گیا۔ جس کو جتنا قرآن حفظ تھا اس کو اتنا ہی قبلہ کی جانب مقدّم کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام)

* حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرا جذبہ تو یہ ہے کہ حمزہ کی لاش اسی حالت میں پڑی رہے اور قیامت کے روز اِس کے اجزاء درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع ہوں، مگر اس جذبہ پر عمل اس لیے نہیں کرتا کہ پھر یہ ایک سنت مان لی جائے گی۔ اس کے علاوہ حمزہ کی بہن صفیہ بھی اس کو برداشت نہیں کرے گی۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد زریں)

* اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سب سے زیادہ روئے تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

* جنگ کے خاتمے پر ابوسفیان نے نعرہ لگایا کہ ہبل (بت) کا نام اُونچا رہے۔

(صحیح بخاری)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے پر مسلمانوں نے کہا: خدا سب سے اُونچا اور سب سے بڑا ہے۔(صحیح بخاری)

*ابوسفیان نے جنگ سے واپس ہوتے ہوئے کہا: آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے۔ ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا۔(صحیح بخاری)

*حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا دردناک منظر میری نظر سے کبھی نہیں گزرا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ساتوں آسمانوں میں شیر خدا اور شیر رسول لکھے گئے۔''(صحیح بخاری)

*جنگ اُحد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم سلیط رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کو جوش دلاتی تھیں۔(صحیح بخاری)

*حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: ''جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ سلامت دیکھ لیا تو میرے لیے ہر مصیبت ہیچ ہے۔'' اور ان کے بیٹے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ (لرحیق المختوم)

*شہدائے اُحد میں سے دو دو شہید ایک قبر میں دفن کیے گئے۔(بخاری شریف)

غزوہ اُحد کے بعد:

*رجیع کا حادثہ ماہ صفر ۴ھ میں پیش آیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*یہ حادثہ اس لیے پیش آیا کہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے اور دین سکھانے کے لیے کچھ معلمین مانگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اُن کے ساتھ روانہ کیا۔ انہوں نے راستے میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر تیروں سے حملہ کر کے اکثر کو شہید کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*رجیع کا حادثہ رابغ اور جدہ کے درمیان قبیلہ ہذیل کے رجیع نامی چشمے پر پیش آیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*بئر معونہ کا اَلمیہ ماہ صفر ۴ھ میں پیش آیا۔(سیرت ابن ہشام)

*یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اہل نجد کو دین سکھانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔
(صحیح بخاری)

*ابو براء عامر بن مالک نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اگر آپ اپنے اصحاب کو دعوتِ دین کے لیے اہل نجد کے پاس بھیجیں تو مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کر لیں گئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اپنے صحابہ کے متعلق اہل نجد سے خطرہ ہے۔'' ابو براء عامر بن مالک نے کہا: وہ میری پناہ میں ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اَلمیہ بئر معونہ کا شدید رنج پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان قوموں اور قبیلوں پر ایک ماہ تک بددعا فرمائی جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا تھا۔ (صحیح بخاری)

غزوۂ اَحزاب یا جنگ خندق:

*غزوۂ اَحزاب ذیقعدہ ۵ھ میں پیش آیا۔اس کا دوسرا نام جنگ خندق ہے۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس جنگ کو غزوۂ اَحزاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں عرب کی بڑی بڑی جماعتیں متحد ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئیں۔ (سیرت ابن ہشام)

*جنگ خندق کی سازش میں بنو نضیر کے بیس سردار قریش مکہ سے ملے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔اس کے بعد یہ وفد بنو غطفان سے ملا اور انہیں جنگ پر راضی کیا۔اور پھر اس وفد نے بقیہ عرب قبائل میں گھوم کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی۔

(سیرت ابن ہشام)

*جنگ خندق میں جنوب سے قریش، کنانہ اور تہامہ میں آباد دوسرے قبائل، جن کا سردار ابوسفیان تھا، اور ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ مرالظہر ان میں بنوسلیم بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مشرق کی طرف سے غطفانی قبائل فزارہ، مرہ اور اشجع فزارہ کا سپہ سالار عیینہ بن حصین تھا، بنوسرہ کا حارث بن عوف اور بنواشجع کا مسعر بن رخیلہ۔ بنواسد اور دوسرے قبائل کے بہت سے افراد بھی شامل تھے۔ (صحیح بخاری)

*جنگ خندق میں کفار کی تعداد دس ہزار کا زبردست لشکر تھا، جو جنگی ساز وسامان سے لیس تھا۔ پھر یہ تعداد مزید بڑھ گئی۔ (صحیح بخاری)

*اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ (تاریخ اسلام کامل)

*جنگ اَحزاب کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*ہر دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا کام سونپا گیا۔ (صحیح بخاری)

*خندق کی کھدائی کے وقت آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کام کی ترغیب بھی دیتے تھے اور خود بھی خندق کھودنے میں شریک تھے۔ (صحیح بخاری)

* آپ خندق کھودتے وقت فرما رہے تھے: ”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ پس مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔ (صحیح بخاری)

*اَنصار ومہاجرین اس کے جواب میں کہتے تھے: ”ہم وہ ہیں کہ ہم نے ہمیشہ کے لیے جب تک کہ باقی رہیں **محمد** ﷺ سے جہاد پر بیعت کر رکھی ہے۔ صحیح بخاری

*صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے شکم کھول کر ایک ایک پتھر دکھلایا، تو حضور ﷺ نے اپنا شکم کھول کر دو پتھر دکھلائے۔ (مشکوۃ)

*جنگ خندق کے موقع پر مدینہ منورہ کے خلیفہ حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ (سیرت ابن اسحاق)

*خندق کی کھدائی کے دوران ایک موقع پر سخت چٹان توڑتے ہوئے آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر

ضرب لگائی اور پہلا ٹکڑا ٹوٹنے پر فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! میں اس وقت وہاں کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔'' دوسری ضرب لگائی اور دوسرا ٹکڑا ٹوٹنے پر فرمایا: ''واللہ! مجھے فارس دیا گیا۔ واللہ! میں اس وقت مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔'' پھر تیسری ضرب لگائی اور باقی چٹان ٹوٹ گئی تو فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! میں اس وقت اپنی اس جگہ سے صنعاء کے پھاٹک دیکھ رہا ہوں۔'' (سیرت ابن اسحاق)

*خندق کی کھدائی کے دوران جب ایک موقع پر حضور ﷺ کو کھانا اور ایک موقع پر کھجوریں پیش کی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت نازل فرمائی اور حضور ﷺ نے اس کھانے اور کھجوروں میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو شریک کیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*خندق مدینہ منورہ کے شمال کی طرف کھودی گئی، کیونکہ باقی اَطراف میں پہاڑ اور کھجوروں کے باغات تھے۔ (طبقات)

*خندق پانچ گز گہری تھی اور اسے کھودنے میں مختلف روایات کے مطابق چھ یا بیس یا چوبیس دن لگے۔ (سیرت ابن ہشام)

* کفار خندق نہ پھلانگ سکے تو انہوں نے مسلمانوں پر پتھر اور تیر پھینکے۔ جس کا جواب مسلمانوں نے بھی دیا۔ ایک دو کفار خندق پھلانگ کر آ گئے، جن کا کام تمام کر دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام)

*عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن خطاب اور نوفل بن عبداللہ نے خندق پھلانگ کر مقابلے کی دعوت دی۔ (صحیح بخاری)

*عمرو بن عبدود کا مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کے ہاتھوں مارا گیا تو باقی ساتھی بھاگ گئے۔ (صحیح بخاری)

*نوفل بن عبداللہ نے خندق عبور کی اور مارا گیا۔ کفار نے اس کی لاش کے بدلے سو اُونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

* حضور ﷺ نے اس کی لاش یہ کہہ کر واپس کر دی تھی کہ یہ بھی پلید ہے اور اس کا خون بھی پلید ہے اور

اس کا خون بہا بھی قبول نہ کیا۔ دونوں طرف سے تیر اَندازی کے دوران چھ مسلمان شہید ہوئے اور دس مشرک، جن میں سے ایک یا دو تلوار سے قتل کیے گئے۔ (صحیح بخاری)

* محاصرے کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ کفار کا سامان رسد ختم ہو گیا۔ لشکر کفار میں پھوٹ پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد اس طرح ہوئی کہ آندھی کا طوفان اس طرح آیا کہ تمام خیمے اُکھڑ گئے۔ چولہوں سے دیگچیاں اُلٹ گئیں اور مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ (سیرت ابن ہشام)

* ۵ ھ جمادی الاول کے اہم واقعات میں سے یہ ہے کہ اس سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے) وفات پائی۔ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے وفات پائی۔ جمادی الثانی میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ذیقعدہ میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا۔ مدینہ میں زلزلہ آیا اور چاند گرہن ہوا۔ اور حج بھی فرض ہوا۔ (زادالمعاد)

صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک

* اسلامی تاریخ میں ٦ ھ کا سب سے بڑا واقعہ غزوہ حدیبیہ یا صلح حدیبیہ ہے۔

(سیرت حلبیہ)

* حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے اور اسی کے نام سے اس کے قریب ایک گاؤں آباد ہے۔ (طبقات ابن سعد)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مہاجرین کو مکہ چھوڑے چھ سال ہو گئے تھے۔ وطن کی چاہت اور بیت اللہ کی زیارت تمام مسلمانوں کے دل میں روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ اس شوق اور تمنا کو پورا کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کرنے کا اردہ فرمایا اور اس مقام تک پہنچے جس کا نام حدیبیہ ہے۔ (صحیح بخاری)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیبیہ روانگی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں یہ خواب دکھایا گیا تھا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کنجی لی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈوائے اور کچھ نے کٹوائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب کی اطلاع دی اور یہ بھی فرمایا کہ عمرہ کے لیے روانہ ہوں۔ (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ محض زیارتِ بیت اللہ سے مشرف ہونا چاہتے تھے۔ اس لیے اپنے ساتھ ستر اُونٹوں کی ہدی بھی لے گئے۔ (صحیح بخاری)

* چودہ سو یا پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ (زادالمعاد)

* حدیبیہ کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں نے مسافرانہ ہتھیار یعنی میان کے اندر بند تلواروں کے سوا اور کسی قسم کے ہتھیار نہیں لیے۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کی خبر لانے کے لیے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص حضرت بشیر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عسفان کے قریب پہنچے تو انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ کعب بن موسیٰ نے آپ سے مقابلے کے لیے اپنے حلیف قبائل کو جمع کر رکھا ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے اور بیت اللہ سے روکنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ (زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں یا خانہ کعبہ کی طرف رُخ کریں اور جو راہ میں حائل ہو اس سے لڑیں۔ (زادالمعاد)

* حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، مگر ہم عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ البتہ جو بیت اللہ اور ہمارے درمیان حائل ہوگا اس سے لڑائی کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا! پھر چلو۔ (زادالمعاد)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا تو بنی کعب کے ایک آدمی نے لشکر قریش کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی کہ قریش نے مقام ذی طویٰ میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور خالد بن ولید دو سو سواروں کا

دستہ لے کر کراع الغمیم میں مسلمانوں پر حملے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔(زادالمعاد)

* صلح حدیبیہ سے پہلے حدیبیہ کے کنویں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں صلوٰۃِ خوف کا حکم نازل ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن ولید نے نمازِ ظہر اور عصر میں مسلمانوں پر حالتِ نماز میں حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے صلوٰۃِ خوف کا حکم نازل کر دیا اور خالد بن ولید کے ہاتھ سے موقع جاتا رہا۔ (زادالمعاد)

* راستے میں ایک مقام ایسا آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُونٹنی قصویٰ رُک گئی۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: قصویٰ رُک گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''قصویٰ رُکی نہیں ہے اور نہ اس کی عادت ہے، بلکہ اسے اس ہستی نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک دیا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اُچھل کر کھڑی ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے راستے میں تھوڑی سی تبدیلی کی اور حدیبیہ ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔(زادالمعاد)

* حدیبیہ کے چشمے میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اس سے لوگ ذرا ذرا سا پانی لے رہے تھے۔ چنانچہ پانی ختم ہو گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ترکش سے تیر نکالا اور فرمایا: اسے چشمے میں ڈال دیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ اس چشمے سے مسلسل پانی اُبلتا رہا۔ (زادالمعاد)

* جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایا گیا کہ کعب بن لوئی کے افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیت اللہ میں جانے سے روکنے کا تہیہ کر رکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا: ''ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ قریش کو لڑائیوں نے تھکا دیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو ان سے ایک مدت طے کر لی جائے گی۔ وہ میرے اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ پھر میرے غلبے کی صورت میں جس چیز میں لوگ داخل ہوں گے اس میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں، ورنہ مدت کے اختتام تک وہ تازہ دم ہو ہی چکے ہوں گے۔ اور اگر انہیں لڑائی کے سوا کچھ منظور نہیں تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنے دین کے معاملے میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک میری گردن جدا نہ ہو جائے، یا جب تک اللہ اپنا اَمر نافذ نہ کر دے۔''(زادالمعاد)

* قریش کی طرف سے ایلچی بن کر آنے والا حلیس بن علقمہ جب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''یہ ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہے جو ہدی کے جانوروں کا احترام کرتی ہے۔ لہٰذا جانوروں کو کھڑا کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا۔ اس نے یہ حالت دیکھی تو کہا: ''سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں۔'' پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا اور ان کو سمجھایا۔ (زادالمعاد)

* عروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''اے محمد! یہ بتائیے کہ اگر آپ نے اپنی قوم کا صفایا کر بھی دیا تو کیا اپنے آپ سے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا صفایا کر دیا ہو؟ اگر دوسری صورتِ حال پیش آئی تو خدا کی قسم! میں ایسے چہرے اور ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ (الرحیق المختوم)

* عروہ بن مسعود نے واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا: ''اے قوم! بخدا! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں۔ بخدا! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی مسلمان اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! وہ کھنگار بھی تھوکتے تھے تو کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا۔ اور جب وہ کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لیے سب دوڑ پڑتے تھے۔ اور جب وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اس وضو کے پانی کے لیے لوگ لڑ پڑیں گے۔ اور جب کوئی بات کرتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے۔ اور فرطِ تعظیم کے سبب انہیں بھرپور نظر سے نہ دیکھتے تھے اور انہوں نے تم پر ایک اچھی تجویز پیش کی ہے، لہٰذا اسے قبول کر لو۔'' (الرحیق المختوم)

* قریش کے کچھ نوجوانوں نے رات کو مسلمانوں پر حملے کی کوشش کی۔ اس کے نتیجے میں اسلامی پہرے داروں کے کمانڈر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سب کو گرفتار کر لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کی خاطر سب کو معاف کر کے آزاد کر دیا۔ (الرحیق المختوم)

* صلح حدیبیہ سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سفیر تھے۔ (طبقات)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''انہیں بتلا دو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں۔ انہیں اسلام کی دعوت بھی دو اور مکہ میں اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے پاس جا کر انہیں فتح کی بشارت سنا دو۔ اور بتلا دو کہ اللہ عزوجل اپنے دین کو مکہ میں ظاہر و غالب کرنے والا ہے، یہاں تک کہ ایمان کی وجہ سے کسی کو یہاں رُوپوش ہونے کی ضرورت نہ ہوگی۔'' (الرحیق المختوم)

* حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اب ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک اس قوم سے جنگ نہ کرلیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ یہی بیعتِ رضوان ہے۔'' (طبقات)

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر بیعت کی کہ ہم میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔ ایک جماعت نے موت پر بیعت کی، یعنی مر جائیں گے، مگر میدانِ جنگ نہ چھوڑیں گے۔ (الرحیق المختوم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیعت حدیبیہ کے کنویں کے پاس ایک درخت کے نیچے لی۔ (الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا: ''یہ عثمان کے لیے ہے۔'' گویا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت تھی۔ (طبقات)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعتِ رضوان کے بارے میں فرمایا: ''جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہوگا۔'' (سیرت ابن اسحاق)

* قریش نے صلح کے لیے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تمہارا کام تمہارے لیے سہل کر دیا گیا ہے۔''

(الرحیق المختوم)

* صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط یہ تھیں کہ مسلمان اس وقت واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ سال مکہ آئیں اور صرف تین روز قیام کریں گے۔ ہتھیار لے کر نہ آئیں اور تلوار میان میں ہو۔ دس سال تک فریقین جنگ نہ کریں گے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہو سکے گا اور جو قریش کے عہد و پیمان داخل ہونا چاہے داخل ہو سکے گا۔ یعنی جو قبیلہ جس فریق میں چاہے داخل ہو جائے۔ قریش کا کوئی

آدمی مسلمان ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور جو شخص مسلمانوں میں سے قریش کے پاس آئے اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ (زادالمعاد)

* حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ قریش سے بھاگ کر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا، کیونکہ قریش سے صلح ہوچکی تھی۔ (الرحیق المختوم)

* معاہدہ صلح سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر عمرہ سے حلال ہونے کے لیے قربانی کی اور بالوں کی کٹائی کی۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* صلح حدیبیہ مکمل ہوچکی تو کچھ مومنہ عورتیں بھی آئیں۔ اُن کے اولیاء نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس معاہدے میں عورتوں کا ذکر نہیں، اس لیے عورتوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

(الرحیق المختوم)

* عورتوں کو واپس نہ کرنے کے بارے میں حکم خداوندی سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۰ میں نازل ہوا۔

* مسلمانوں کو صلح کی شرائط ناگوار گزریں، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''جب ہم حق پر ہیں تو کیوں دَبیں؟'' مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا کہ خدا کا یہی حکم ہے۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* قرآن پاک کی سورہ الفتح آیت نمبر ا میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا گیا ہے۔ (قرآن مجید)

* ایک اور مسلمان ابوبصیر رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ منورہ آئے تو قریش نے ان کی واپسی کے لیے دو آدمی بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا، لیکن راستے میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ دوسرا بھاگ کر مسجد نبوی میں آ گیا۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ پھر وہاں سے ساحل سمندر پر چلے گئے۔ (طبقات)

* حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی قریش کی قید سے آزاد ہوکر حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے آ ملے۔ مکہ کا جو بھی کمزور شخص مسلمان ہوتا وہ بھاگ کر اُن کے ساتھ مل جاتا۔ ایک جماعت اکٹھی ہوگئی تو یہ قریش

کے قافلے لوٹنے لگے۔ قریش نے تنگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا کہ انہیں اپنے پاس بلا لیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا لیا اور وہ سب مدینہ منورہ آ گئے۔ (الرحیق المختوم)

* صلح حدیبیہ کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان تمام عرب میں پھیل کر تبلیغ اسلام کر سکتے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ مسلمان جو اُس وقت تقریباً دو اڑھائی ہزار تھے، وہ دو سال بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کی فوج میں تبدیل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ملکوں کے سربراہوں کو خطوط لکھے۔ (زادالمعاد)

* جس درخت کے نیچے صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان لی گئی تھی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اُسے کٹوا دیا تھا، کیونکہ لوگ اس کے نیچے نمازیں پڑھتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔

(سیرت ابن اسحاق)

*غزوہ حدیبیہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ و حج کے بعد سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ اور سر کترانے والوں کے لیے ایک مرتبہ مغفرت کی دعا فرمائی۔ (طبقات)

*غزوہ حدیبیہ کے دوران ایک دن لوگوں کو پیاس نے ستایا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے تھے اس وقت لوگوں نے پانی کی کمی اور پیاس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈولچی میں رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی پھوٹنے لگا۔ سب نے پیٹ بھر کر پیا اور وضو کیا۔ اس وقت پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ (طبقات)

بادشاہوں اور امراء کو خطوط:

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط میں اللہ کی حمد و ثناء کے بعد اپنی نبوت کا پیغام دیا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی لکھا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اللہ نے انہیں پاکیزہ اور پاکدامن مریم علیہا السلام کی طرف ڈال

دیا اور اس کی روح اور پھونک سے حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کے لیے حاملہ ہوئیں، جیسے اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی)

* نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اُتر آیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام جوابی خط لکھا۔ (سیرت النبویہ)

* نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط کے جواب میں لکھا: خدائے آسمان و زمین کی قسم! آپ نے جو ذکر فرمایا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکا بڑھ کر نہ تھے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور پکے رسول ہیں۔ میں نے آپ سے بیعت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی سے بیعت کی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام قبول کیا۔ (سیرت النبویہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی سے طلب کیا تھا کہ وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہاجرینِ حبشہ کو روانہ کردے۔ چنانچہ اس نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو کشتیوں میں روانگی کا انتظام کر دیا۔ (الرحیق المختوم)

* نجاشی نے غزوہ تبوک کے بعد رجب ۹ ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی وفات کی خبر دی اور اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی)

* شاہِ مقوقس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے کر احترام کے ساتھ ہاتھی کے دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ دیا اور مہر لگا کر اپنی ایک لونڈی کے حوالے کر دیا۔ پھر عربی لکھنے والے ایک کاتب کو بلا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خط لکھوایا۔ تاہم وہ اسلام نہیں لایا۔ (الرحیق المختوم)

* مقوقس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو لونڈیاں ماریہ اور سیرین بھیجیں، جنہیں قبطیوں میں بڑا مقام حاصل تھا۔ اس کے علاوہ کپڑے اور ایک خچر بھی بھیجا، جس کا نام دلدل تھا۔ (زاد المعاد)

* شاہِ فارس خسرو پرویز کے نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ لے کر گئے۔ انہوں نے یہ خط بحرین کے سربراہ کے حوالے کیا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ سربراہِ بحرین نے یہ خط اپنے کسی آدمی کے ذریعے کسریٰ کے پاس بھیجا یا خود حضرت عبداللہ سہمی رضی اللہ عنہ کو روانہ

کیا۔(زادالمعاد)

*خسرو پرویز نے اپنے یمن کے گورنر باذان کولکھا کہ حجاز کے اس شخص کے پاس دوتوانا آدمی بھیجو جواُسے پکڑ کر لائیں۔ چنانچہ دوآدمی حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کولانے کے لیے گئے۔(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*خسرو کے آدمی ابھی حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی تھے کہ خسرو کا بیٹا شیرو یہ اپنے باپ کوقتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواس واقعہ کاعلم وحی کے ذریعے ہوا۔(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی)

*ہرقل شاہِ روم تھا۔حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے کر گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ یہ خط سربراہِ بصرہ کے حوالے کردیں اور وہ اسے قیصر تک پہنچا دے گا۔(الرحیق المختوم)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پا کر شاہِ روم ہرقل نے حکم دیا کہ اس مدعی نبوت کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ملے تو لاؤ۔اتفاق سے ابوسفیان ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔تاجرانِ قریش کے ساتھ ملک شام گئے ہوئے تھے۔ہرقل نے انہیں بلایا اور حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوالات کیے۔(صحیح بخاری)

*شاہِ روم ہرقل نے ابوسفیان سے بات چیت کے بعد کہا:''جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر صحیح ہے تو یہ شخص بہت جلد میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہوجائے گا۔میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والا ہے،لیکن میرا گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو اس سے ملاقات کی زحمت اُٹھاتا اور اگر اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھو کر پیتا۔''(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*ہرقل شاہِ روم نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کے جواب میں کہا:''میں نے اسلام لانے کا ارادہ کیا،مگر رعایا کے خوف سے رُک گیا۔اور میں سچ جانتا ہوں،مگر مجبور ہوں۔''اس نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو مال اور پارچہ جات سے نوازا۔

(الرحیق المختوم)

*ہوذہ بن علی حاکم یمامہ تھا۔حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کے پاس حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے کر

گئے۔(زادالمعاد)

*حاکم یمامہ نے نامہ مبارک کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھا: ''آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں اس کی بہتری اور عمدگی کا کیا پوچھنا!؟ اور عرب پر میری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے، اس لیے کچھ کارپردازی میرے ذمہ کردیں۔ میں آپ کی پیروی کروں گا۔''(زادالمعاد)

*نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم یمامہ کے خط کے جواب میں فرمایا: ''اگر وہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی مجھ سے طلب کرے گا تو میں اسے نہ دوں گا۔ وہ خود بھی تباہ ہوگا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ بھی تباہ ہوگا۔'' پھر فتح مکہ سے واپسی پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوذہ کے انتقال کی خبر دی۔(زادالمعاد)

صلح حدیبیہ کے بعد کے غزوات وسرایا:

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دودھیل اُونٹنیاں اپنے غلام رباح رضی اللہ عنہ اور ایک چرواہے کے ہمراہ چرنے کے لیے بھیجی تھیں۔ اچانک عبدالرحمٰن فرازی نے چھاپہ مارا۔ چرواہے کو قتل کر دیا اور اُونٹنیاں ہانک کر لے گیا۔ اس کا پیچھا کرنے کے لیے یہ غزوہ غابہ پیش آیا۔(زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام رباح رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی۔(زادالمعاد)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے تک دشمن کا مقابلہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مسلسل تیروں کے ساتھ کرتے رہے اور دشمن اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگا۔(زادالمعاد)

*اس غزوہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آج ہمارے سب سے بہتر شہسوار ابو قتادہ اور سب سے بہتر پیادہ سلمہ بن اَکوع ہیں۔''

(زادالمعاد)

* ۷ھ میں سب سے بڑی لڑائی غزوۂ خیبر اور فدک کی لڑائی تھی۔(سیرت النبویہ)

*خیبر مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔(زادالمعاد)

*اسلامی لشکر کے سردار خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ جنگ کے روز جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔

(زادالمعاد)

*غزوہ خیبر میں اسلامی لشکر کی تعداد تقریباً چودہ سو جانباز اور دوسو گھوڑے تھے۔(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا! میرے ساتھ وہی چلے جس کی نیت جہاد کرنا ہے اور جو دنیا کے سامان کا خواہش مند ہے وہ نہ نکلے۔(زادالمعاد)

*غزوۂ خیبر کے موقع پر اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔
(صحیح بخاری)

*غزوۂ خیبر میں بیس صحابیات رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔ان کے جانے کا مقصد بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری اور دیکھ بھال تھا۔ (زادالمعاد)

*منافق عبداللہ بن اُبی نے خیبر کے یہود کو پیغام بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری طرف آرہے ہیں، چوکنّے ہو جاؤ، تیاری کرلو اور ڈرنا نہیں، کیونکہ تمہاری تعداد اور ساز وسامان زیادہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی بہت تھوڑے اور تہی دست ہیں اور ان کے پاس ہتھیار بھی تھوڑے ہیں۔(الرحیق المختوم)

*غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر مدینہ تشریف لائے۔اس وقت حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُن کی خدمت میں پہنچے۔اُنہوں نے توشہ فراہم کر دیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی کے لیے خیبر کی جانب چل پڑے۔جب خدمتِ نبوی میں پہنچے تو (خیبر فتح ہو چکا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے گفتگو کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو مالِ غنیمت میں شریک کرلیا۔ (الرحیق المختوم)

*حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر پہنچنے کے لیے جبل عِصَر عبور کرتے ہوئے وادی صہباء اور پھر وادی رجیع سے گزرے ۔ایک مقام پر پہنچ کر متعدد راستے بن گئے،جن کا نام حَزن (سخت اور کھردرا)، دوسرے کا شاش (تفرق واضطراب والا)، تیسرے کا حاطب (لکڑہارا) اور چوتھے کا نام مرحب (کشادگی) تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسی راستے پر چلنا پسند فرمایا۔ (الرحیق المختوم)

*اسلامی لشکر رات کے وقت خیبر پہنچا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب خون نہ مارتے تھے، اس لیے صبح کا انتظار کیا گیا۔ (صحیح بخاری)

*اسلامی کیمپ یا لشکر گاہ غطفان و یہود کے درمیان رجیع کے مقام کو بنایا گیا۔ مسلمان یہاں سے لڑائی کے لیے تیار ہو کر جایا کرتے اور زخمیوں کو علاج کے لیے یہاں لایا جاتا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر کے قریب پہنچ کر دعا فرمائی: ''اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور جن پر وہ سایہ فگن ہیں اُن کے پروردگار! اور ساتوں زمینوں اور جن کو وہ اُٹھائے ہوئے ہیں، ان کے پروردگار! اور شیاطین، اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا، ان کے پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے باشندوں کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس بستی کے شر سے اور اس کے باشندوں کے شر سے اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*خیبر کی آبادی دو منطقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک منطقے میں حسب ذیل پانچ قلعے تھے: ۱۔حصن ناعم ۲۔حصن صعب بن معاذ ۳۔حصن قلعہ زبیر ۴۔حصن ابی ۵۔حصن نزار

ان میں سے مشہور تین قلعوں پر مشتمل علاقہ نطاۃ کہلاتا تھا اور بقیہ دو قلعوں پر مشتمل علاقہ شق کے نام سے مشہور تھا۔

خیبر کی آبادی کا دوسرا منطقہ کتیبہ کہلاتا تھا۔ اس میں صرف تین قلعے تھے:

۱۔حصن قموص ۲۔حصن وطیح ۳۔حصن سلالم (الرحیق المختوم)

*اس موقع پر حضرت محمود بن مسلمہ انصاری اَوسی رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے تھک کر قلعہ ناعم کی دیوار کے سائے میں آ بیٹھے۔ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے ان پر چکی کا پاٹ گرا دیا، جس سے وہ شہید ہو گئے۔ (سیرت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا۔ (صحیح بخاری)

*خیبر کے سب سے مضبوط قلعہ کی فتح کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرچم اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

دے کر بھیجا، مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پرچم دے کر بھیجا، مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو قلعہ فتح کرے گا۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ انہیں آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا تو ٹھیک ہو گئیں۔ پھر ان کے ہاتھوں قلعہ فتح ہوا۔ (صحیح بخاری)

* مرحب اور اس کا بھائی حارث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ (الرحیق المختوم)

* قلعہ صعب بن معاذ حضرت حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین روز کے محاصرے کے بعد فتح ہوا۔ (الرحیق المختوم)

* سلالم بنونضیر کے مشہور یہودی ابن ابی الحقیق کا قلعہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قلعے کا چودہ روز تک سختی سے محاصرہ کیا تو یہودیوں نے صلح کی کوشش کی۔ (صحیح مسلم و بخاری، زادالمعاد)

* صلح کی بات کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ابن ابی الحقیق آیا اور ان شرائط پر صلح کر لی کہ قلعہ میں موجود فوج کی جان بخشی کی جائے گی اور ان کے بال بچے ان کے پاس رہیں گے اور وہ بال بچوں سمیت خیبر کی سرزمین سے نکل جائیں۔ اپنے اموال، باغات، زمینیں، سونے، چاندی، گھوڑے اور زرہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیں گے۔ صرف اتنا کپڑا لے جا سکیں گے جتنا ایک آدمی اٹھا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اور اگر تم لوگوں نے مجھ سے کچھ چھپایا تو پھر اللہ اور اس کے رسول بری الذمہ ہوں گے۔'' یہود نے شرط منظور کر لی اور صلح ہو گئی۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* غزوۂ خیبر میں پندرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور ترانوے یہود مارے گئے۔ سولہ، اٹھارہ اور انیس مسلمانوں کی شہادت کا ذکر بھی ہے۔ (زادالمعاد، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* خیبر سے بیش بہا مال غنیمت حاصل ہوا۔ اسے چھتیس حصوں میں بانٹا گیا۔ ہر حصہ ایک سو حصوں پر مشتمل تھا۔ کل چھتیس سو حصے ہوئے۔ نصف یعنی اٹھارہ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام مسلمانوں

کے تھے۔ دوسرا نصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات اور حوادث کے لیے الگ کرلیا۔ (صحیح بخاری ومسلم، زادالمعاد)

* خیبر سے واپسی پر مہاجرین نے انصار کو کھجوروں کے وہ درخت واپس کر دیے جو انصار نے امداد کے طور پر انہیں دے رکھے تھے۔ (صحیح مسلم)

* غزوۂ خیبر کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورے کے بعد خیبر کے مال غنیمت سے ان حضرات کو بھی حصہ دیا۔ (صحیح بخاری)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر آلود گوشت یہودی سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ (زادالمعاد، صحیح بخاری)

* اس زہرخورانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹکڑا چبانے کے بعد نگلنے کے بجائے تھوک دیا تھا، تاہم اس زہر کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت بھی ظاہر ہوا تھا۔ حضرت بشر رضی اللہ عنہ نے لقمہ نگل لیا تھا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ (الرحیق المختوم)

* زینب بن حارث کو پہلے تو معاف کر دیا گیا لیکن جب حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو قصاص میں اس عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ (زادالمعاد)

* باغ فدک خیبر کے قریب ایک علاقہ تھا جہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر پہنچ کر محیّصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے فدک کے یہود کے پاس بھیجا، وہاں کا رئیس یوشع بن نون تھا، لیکن اہل فدک اسلام نہ لائے۔ خیبر فتح ہونے کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آدمی بھیج کر فدک کی نصف پیداوار دینے کی شرط پر صلح کر لی۔ اس طرح فدک کی سرزمین خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے اسے بزورِ شمشیر فتح نہیں کیا تھا۔

(صحیح بخاری)

فتح مکہ:

*فتح مکہ رمضان المبارک ۸ ھ میں مدینہ منورہ تشریف لانے کے ساڑھے آٹھ سال بعد ہوا۔
(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحیح بخاری)

*غزوہ فتح مکہ کے وقت اسلامی لشکر دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا اور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لشکر کے سپہ سالار اعلیٰ تھے۔(زادالمعاد)

*معاہدہ صلح حدیبیہ دس سال کے لیے تھا، لیکن تین سال بعد ہی قریش نے اس معاہدے کی خود خلاف ورزی کی اور معاہدہ توڑ دیا۔(زادالمعاد)

*معاہدہ صلح حدیبیہ کی ایک بات یہ بھی تھی کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہوسکتا ہے۔ اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہوسکتا ہے۔ اور جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ شامل ہوگا اس فریق کا ایک حصہ سمجھا جائے گا۔ لہٰذا ایسے قبیلے پر حملہ یا زیادتی خود اس فریق پر حملہ یا زیادتی سمجھا جائے گا۔ اس دفعہ کے تحت بنوخزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہو گئے اور بنوبکر قریش کے عہد و پیمان میں۔ دونوں قبیلوں میں زمانۂ جاہلیت سے عداوت چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ ویلی نے بنوبکر کی ایک جماعت بنونفاثہ کے ساتھ شعبان ۸ ھ میں بنوخزاعہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا۔ اس وقت بنوخزاعہ دتیر نامی چشمے پر خیمہ زن تھے۔ ان کے متعدد افراد مارے گئے۔ قریش کے کچھ آدمی بھی شریک ہوئے اور انہوں نے ہتھیاروں سے بھی بنوبکر کی مدد کی، حتی کہ حرم میں بھی ان لوگوں کو نہ چھوڑا۔ بنوخزاعہ کے کچھ لوگوں نے بدیل بن ورقہ خزاعی اور اپنے ایک آزاد کردہ غلام رافع کے گھر میں پناہ لی۔(زادالمعاد)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع عمرو بن سالم خزاعی نے دی۔ مدینہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے فریاد کی اور مدد طلب کی۔ (زاد المعاد)
* عمرو بن سالم کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمرو بن سالم! تیری مدد کی گئی۔''
اس کے بعد آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا دکھائی دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بادل بنو کعب کی مدد کی بشارت سے دمک رہا ہے۔'' (زاد المعاد)
* بدیل بن ورقہ خزاعی کی سرکردگی میں بنو خزاعہ کی ایک جماعت مدینہ آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ کون لوگ مارے گئے اور کس طرح قریش نے بنو بکر کی پشتبانی کی۔ (الرحیق المختوم)
* جب قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے ابوسفیان کو اپنا سفیر بنا کر تجدید صلح کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ بھیجا۔ (زاد المعاد)
* ابوسفیان مدینے میں اپنی صاحبزادی اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو انہوں نے بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا: بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا، یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا؟ انہوں نے کہا: "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور آپ ناپاک مشرک آدمی ہیں" (زاد المعاد)
* ابوسفیان نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر خود ہی مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! میں لوگوں کے درمیان اَمان کا اعلان کر رہا ہوں۔ پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ (صحیح بخاری، سیرت حلبیہ)
* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد شکنی کی خبر آنے سے تین دن پہلے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساز و سامان تیار کر دیں۔ پھر ابوسفیان کے مکہ آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیاری کا حکم دیتے ہوئے بتلایا کہ مکہ چلنا ہے اور ساتھ ہی یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! جاسوسوں اور خبروں کو قریش تک پہنچنے سے روک اور پکڑ لے، تاکہ ہم ان کے علاقے میں ان کے سر پر

ایک دم جا پہنچیں۔(زادالمعاد)

* حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی مکہ روانگی کے بارے میں کفارِ مکہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے ساتھ مکہ کا قصد کر لیا ہے۔(صحیح بخاری، زادالمعاد، مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت حاطب کا خط لے جانے والی قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سارہ تھی، یہ بنو ہاشم کی کنیز تھی۔ (سیرت حلبیہ، سیرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* سارہ نامی عورت نے خط کو بالوں میں رکھ کر اوپر سے مینڈھیاں بنالی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حاطب رضی اللہ عنہ کی اس حرکت کی خبر دے دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ روضہ خاخ جاؤ۔وہاں ایک ہودج نشین عورت ملے گی، جس کے پاس قریش کے نام لکھا ہوا ایک رقعہ ہوگا۔(زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* وہ عورت مقام خلیفہ بنی ابی احمد میں پکڑی گئی، اس سے خط مل گیا، تاہم اسے معاف کر دیا گیا۔(زادالمعاد، صحیح بخاری)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے خط کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا:''خدا کی قسم! اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان ہے۔میں نہ تو مرتد ہوا ہوں اور نہ مجھ میں تبدیلی آئی ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ میں خود قریش کا آدمی نہیں۔میرے اہل و عیال اور بال بچے مکہ میں ہیں۔قریش سے میری کوئی قرابت نہیں کہ وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔اس کے برعکس دوسرے لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں وہاں ان کے قرابت دار ہیں، جو اُن کی حفاظت کریں گے۔میں نے چاہا کہ ان پر ایک احسان کر دوں جس کے عوض وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں۔''(صحیح بخاری)

* اس جنگ کے لیے مدینہ منورہ سے ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ ہجری بروز چہار شنبہ، عصر کے بعد

روانگی ہوئی۔ (الرحیق المختوم)

* کفار نے خبروں کا پتہ لگانے کے لیے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ کو بھیجا۔ حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہو کر لشکر کے گرد چکر لگا رہے تھے کہ انہیں یہ تینوں افراد مل گئے۔ ابوسفیان ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گیا اور باقی واپس ہو گئے۔ (زادالمعاد، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت کے بعد ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور حق کی شہادت دی۔ (، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا: ''جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسے اَمان ہے۔ اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے اَمان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی اَمان ہے۔ (زادالمعاد، سیرت حلبیہ)

* حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے دستے کے ساتھ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو آپ رضی اللہ عنہ فخر یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ''آج خونریزی اور مار دھاڑ کا دن ہے۔ آج حرمت حلال کر لی جائے گی۔ آج اللہ نے قریش کی ذلت مقدر کر دی ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو ابوسفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے لے کر ان کے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تھا۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: ''آج وہ دن ہے جس میں کعبہ کی تعظیم کی جائے گی۔ آج کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ قریش کو عزت بخشے گا۔'' (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* مکہ میں داخلے سے پہلے اسلامی لشکر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو کوئی بیت اللہ میں پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو

شخص حکیم بن حزام کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔ زخمی اور اَسیر کو قتل نہ کیا جائے۔ (سیرت النبی ﷺ، سیرت رسول عربی ﷺ)

* رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو داہنی طرف رکھا، جس میں اسلم، سلیم، غفار، مزینہ، جہینہ اور کچھ دوسرے عرب قبائل شامل تھے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بائیں پہلو پر تھے۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا پھریرا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پیادے پر مقرر تھے۔ (زادالمعاد)

* اسلامی لشکر کے مکہ میں داخلے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ میں زیریں حصے کی طرف سے داخل ہوں اور قریش میں سے کوئی آڑے آئے تو اسے کاٹ کر رکھ دیں۔ پھر صفاء میں آپ ﷺ سے ملیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مکے میں بالائی حصے کداء سے داخل ہوں اور حجون میں آپ ﷺ کا جھنڈا گاڑ کر آپ ﷺ کی آمد تک وہاں ٹھہرے رہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بطن وادی کے مقام اذاخر سے داخل ہوں اور مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے اتریں۔ (زادالمعاد)

* حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جھڑپ مشرکین سے خندنہ کے مقام پر ہوئی۔ اس جھڑپ میں بارہ مشرک ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ نکلے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ ﷺ ایک اُونٹنی قصویٰ پر سوار تھے سر مبارک پر کالا عمامہ تھا زبان پر سورۃ الفتح کی آیات تھیں اور اللہ کے شکر کے طور پر سر مبارک اس طرح جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے سے لگی ہوئی تھی۔ (الرحیق المختوم)

* مکہ میں داخل ہوتے وقت نو مردوں اور چھ عورتوں کو امن سے محروم رکھا گیا اور ان کے قتل کا حکم دیا گیا۔ (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

* ان بڑے مجرموں میں عبدالعزیٰ بن خطل، عبداللہ بن سعد، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن نفیل بن وہب، مقیس بن صبابہ بن اسود، ابن خطل کی دو لونڈیاں اور سارہ جو بنو عبدالمطلب کی لونڈی

تھی۔ حارث بن طلال خزاعی، کعب بن زہیر، وحشی بن حرب اور ہندہ۔ (زادالمعاد)
* حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی بن حرب اور ہند بنت عتبہ نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگ لی اور اسلام قبول کرلیا تھا۔ (سیرت حلبیہ)
* طواف کے دوران قتل کرنے کی نیت سے فضالہ بن عمیر آیا، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ارادے کا بتایا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ (الرحیق لمختوم)
* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوکر سب سے پہلے مسجد حرام کے اندر تشریف لے گئے۔ حجرا سود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف اُونٹنی پر بیٹھ کر کیا تھا۔ اور حالت احرام میں نہ ہونے کی وجہ سے صرف طواف پر ہی اکتفا کیا تھا۔ ناقہ کی نکیل حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے تھے۔ (زادالمعاد)
* بتوں کو گراتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۱ جاری تھی: ''حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ باطل جانے والی چیز ہے۔'' اور سورۃ سبا کی آیت نمبر ۴۹ بھی پڑھتے جاتے تھے: ''حق آ گیا اور باطل کی چلت پھرت ختم ہوگئی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیات پڑھتے جاتے اور کمان سے بتوں کو ٹھوکر مارتے جاتے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد اوراس کی چھت پر تین سو ساٹھ بت تھے۔ (زادالمعاد)
* حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے کلید بردار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا اور کعبہ کی کنجی لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے خانہ کعبہ کھولا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہوئے تو تصویریں نظر آئیں، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بھی تھیں اوران کے ہاتھ میں فال گیری کے تیر تھے۔
(زادالمعاد)
* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی تصویریں دیکھ کر فرمایا: ''اللہ ان مشرکین کو ہلاک کرے۔ خدا کی قسم! ان دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے۔''

* خانہ کعبہ میں پہلی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دی۔ یہ ظہر کی اذان تھی اور کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دی۔ (الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کی کنجی واپس حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا ''آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے عطیات دینے کا ہے۔'' پھر فرمایا: ''جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔'' (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کرنے کے بعد بیت اللہ کے دروازے پر قریش سے ان الفاظ میں خطاب فرمایا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اِعزاز یا کمال، یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی۔ (زادلمعاد)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر قریش سے فرمایا: ''قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟'' انہوں نے کہا: ''آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ (زادالمعاد)

* بیت اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اس خطبے میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا: ''لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بناء پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں قتال کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دی تھی، لیکن تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی۔'' ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے، شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جائے، البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے۔ یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے، مگر اذخر۔''
(صحیح بخاری و مسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفاء پر بیٹھ کر لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاں تک ہو سکے گا آپ کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ مردوں سے فارغ ہو کر عورتوں سے بیعت لی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔ (تاریخ طبری، زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر مردوں سے بیعت لی کہ ہر کوئی اقرار کرے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور استحقاق عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا۔ میں چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا، میں امورِ حق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا۔'' عورتوں سے مزید اقرار یہ بھی کروائے جاتے کہ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی، طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی، نہ سر کے بال کھسوٹیں گی، نہ گریبان چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی اور نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔ (تاریخ طبری، زادالمعاد)

* آپ ﷺ نے مکہ میں اٹھارہ یا انیس دن قیام فرمایا اور دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے، لوگوں کو ادائیگی حقوق کی تلقین فرماتے رہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

*اس دوران آپ ﷺ کے حکم سے حضرت ابو اسید خزاعی نے نئے سرے سے حدودِ حرم کے کھمبے نصب کیے۔(زادالمعاد)

* حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ، ان کے صاحبزادے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔(زادالمعاد)

فتح مکہ کے بعد کے غزوات وسرایا

غزوۂ حنین:

* حنین ذوالمجاز کے قریب ایک میدان ہے جو مکہ سے دس بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔غزوہ حنین اسی جگہ کے قریب اوطاس میں پیش آیا۔اس لیے اسے غزوۂ حنین یا غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں۔

(سیرت رسول عربی ﷺ)

* بعض اڑیل اور طاقتور قبائل فتح مکہ کو برداشت نہ کرسکے۔اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے اجتماع کیا۔ان میں ہوازن اور ثقیف سرفہرست تھے۔ان کے ساتھ مضر، جُشم اور سعد بن بکر کے قبائل بھی شامل تھے۔(تاریخ طبری)

* مالک بن عوف نصری ہوازن اور ثقیف کا سپہ سالار اعظم تھا۔

(فتوح البلدان)

* دشمن کے لشکر اور ساز وسامان کی تعداد چار ہزار بہادر اور ماہر جنگجو تھے۔ان کا سپہ سالار لوگوں کے ساتھ ان کے مال مویشی اور بال بچے بھی کھینچ لایا تھا۔(فتح الباری، زادالمعاد)

* دُرَید بن صِمہ بنوجعشم کا بوڑھا سردار تھا۔اسے ہودج میں بٹھا کر لائے تھے، تاکہ جنگی چالیں

بتا سکے۔(تاریخ طبری)

*اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور اسلامی لشکر کی مجموعی تعداد بارہ ہزار تھی۔ان میں مکہ کے نومسلم بھی شامل تھے۔
(صحیح مسلم و بخاری)

*دشمن نے اسلامی لشکر کے بارے میں معلومات کے لیے اپنے جاسوس بھیجے۔وہ واپس آئے تو ان کی حالت یہ تھی کہ ان کا جوڑ جوڑ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔انہوں نے بتایا کہ ہم نے کچھ چتکبرے گھوڑوں پر سفید انسان دیکھے۔اور اتنے میں ہماری یہ حالت ہوگئی۔(الرحیق المختوم)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کو دشمن کی جاسوسی کے لیے بھیجا۔(سنن ابی داؤد)

*غزوہ حنین شوال آٹھ ہجری میں پیش آیا۔(سنن ابی داؤد)

*غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو امیر مکہ مقرر فرمایا۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور علم دین سکھانے کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ (،زادالمعاد)

*غزوۂ حنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*جنگ حنین میں جب مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا ثابت قدم رہیں۔(مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے بائیں ہاتھ پر روکتے تھے۔(زادالمعاد)

*آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل کے بھائی عبداللہ بن ابی ربیعہ سے دس ہزار درہم سے زائد قرض لیا اور صفوان بن امیہ سے جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے، سو زرہیں مع ضروری لوازمات کے ادھار

لی تھیں۔ (صحیح بخاری)

* حنین جاتے ہوئے راستے میں لوگوں نے ایک بڑا درخت دیکھا، یہ بیر کا بڑا سا درخت تھا، جسے ذت انواط کہا جاتا تھا۔عرب لوگ اس پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے،اس کے پاس جانور ذبح کرتے تھے اور وہاں درگاہ اور میلہ لگاتے تھے۔ (ترمذی،مسند احمد)

* بعض سپاہیوں نے درخت ذات انواط دیکھ کر کہا: '' آپ ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجیے، جیسے ان لوگوں کے لیے ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: '' اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! تم نے ویسی ہی بات کہی جیسی موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لیے بھی معبود بنا دیجیے، جس طرح ان کے لیے معبود ہیں۔ یہ طور طریقے ہیں؟ تم لوگ بھی یقیناً پہلوں کے طور طریقوں پر سوار ہو گئے۔'' (ترمذی،مسند احمد)

* لشکر کی کثرت کو دیکھ کر بعض لوگوں کی زبان سے بے اختیار نکلا: '' آج ہم پر کون غالب آ سکتا ہے؟ ہم آج ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔'' (الرحیق المختوم)

* دشمن کی طرف سے چال یہ چلی کہ مالک بن عوف اپنے لشکر کے ساتھ پہلے پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو وادی کے اندر اُتار کر اسے راستوں، گزرگاہوں پوشیدہ جگہوں اور درّوں میں پھیلا دیا اور چھپا دیا اور حکم دیا کہ جونہی مسلمان نمودار ہوں انہیں تیروں سے چھلنی کر کے ان پر اکٹھے ٹوٹ پڑنا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* سحری کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کی ترتیب و تنظیم فرمائی، پھر مسلمان آگے بڑھے۔ تمامہ کی تنگ وادی سے گزرے تو دشمن نے تیروں سے اچانک حملہ کر دیا۔ اس حملے سے مسلمان سنبھل نہ سکے۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی اور انہیں شکست فاش ہو گئی۔ (صحیح بخاری)

* بعض سیرت نگار جنگ کی اس سے مختلف کیفیت بیان کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہوازن تیرانداز تھے۔ ہم نے حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد ہم مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو تیروں سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ (صحیح

بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انصار، مہاجرین اور اہل بیت کی ایک مختصر جماعت رہ گئی تھی۔جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے فضل رضی اللہ عنہ، ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ۔ ایمن رضی اللہ عنہ اس دن شہید ہوئے تھے۔

(مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* اس بھگدڑ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خچر کو کفار کی طرف دوڑانا شروع کیا، مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو دایاں رکاب تھامے ہوئے تھے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو بایاں رکاب تھامے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے جانے سے روکتے تھے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب لشکر کفار نے گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر سے اُترے اور زمین سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر شَاھَتِ الْوُجُوہُ کہہ کر دشمن پر پھینکی دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں یہ مٹی نہ پڑی ہو۔ اس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُور ہٹ کر بھاگنے لگے۔ (صحیح مسلم)

* حضرت عباس رضی اللہ عنہ چونکہ بلند آواز تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: عباس! ''یَا مَعْشَرَ الاَنْصَارِ!'' اور ''یَا اَصْحَابَ السَّمُرَۃ!'' کہہ کر مسلمانوں کو آواز دو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ (صحیح مسلم)

* اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھاگتے ہوئے مسلمان رُک گئے اور سب نے اکٹھے ہو کر بھاگتے ہوئے دشمن پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: ''اب لڑائی کا تنور خوب گرم ہوا ہے۔''

(صحیح مسلم)

* جنگ حنین میں فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے اُترے۔ جس وقت جنگ اپنے زوروں پر تھی تو اللہ کی نصرت نازل ہوئی، جس کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۵ اور ۲۶ میں

ہے۔(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ دشمن کو شکست فاش ہوئی اور وہ مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*غزوۂ حنین میں صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔ اَیمن بن اُم ایمن رضی اللہ عنہ، زید بن زمعہ رضی اللہ عنہ، سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ۔ جب کہ مشرکوں کے ستر سے زیادہ آدمی مارے گئے اور چھ ہزار آدمی قید ہوئے۔(الرحیق المختوم)

*غزوۂ حنین میں چوبیس ہزار اُونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مالِ غنیمت میں اکٹھی ہوئی۔ یہ مال مہاجرین و انصار مسلمانوں میں برابر تقسیم کیا گیا، مگر مکہ کے نو مسلموں کو زیادہ دیا گیا۔(صحیح بخاری، زادالمعاد)

*دشمن کا ایک گروہ طائف کی طرف بھاگا، ایک نخلہ کی طرف اور ایک اوطاس کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت اوطاس روانہ کی۔ تھوڑی سی جھڑپ ہوئی اور مشرکین بھاگ گئے۔ البتہ ابو عامر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ نخلہ کی طرف جانے والی جماعت نے مشرکین کو جا پکڑا اور حضرت ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ نے دُرید بن صمہ کو قتل کیا۔ تیسرے اور سب سے بڑے گروہ کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کی طرف روانہ ہوئے۔(صحیح بخاری، الرحیق المختوم)

واقعہ ایلاء:

* ۹ ھ میں واقعہ اِیلاء پیش آیا۔ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے مقررہ مقدار سے زیادہ نان نفقہ طلب کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلاء کیا۔ یعنی ایک ماہ تک ان کے ساتھ اختلاط نہ کرنے کی قسم کھائی۔ ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو آیت تخیر (سورۂ احزاب) نازل ہوئی، مگر سب نے زینت دنیا پر اللہ اور رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دی۔(صحیح بخاری)

غزوۂ تبوک:

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تبوک ہے۔(زادالمعاد)

* غزوۂ تبوک رجب ۹ ھ میں پیش آیا۔اور یہ لڑائی رومیوں کے ساتھ لڑی گئی،جن میں اکثریت عیسائیوں کی تھی۔(زادالمعاد)

* غزوۂ تبوک کو غزوۂ عسرت (تنگی کی جنگ) بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں سامانِ رسد اورخوراک کی سخت کمی تھی۔چونکہ اس جنگ میں منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک ہوا تھا، اس لیے اس غزوے کوغزوہ فاضحہ (رسوا کرنے والی جنگ) بھی کہتے ہیں۔(صحیح بخاری)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ ہرقل شاہِ روم اورموتہ کے ہارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کے لیے تیاریاں کررہے ہیں۔(زادالمعاد)

* اس وقت سخت گرمی کا زمانہ تھا۔قحط سالی تھی اور مسلمان بہت زیادہ تنگ دست تھے۔(صحیح بخاری ومسلم)

* غزوۂ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چندے کی اپیل کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان پیش کر دیا،جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان دیا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار،ایک سو گھوڑے،نوسو اُونٹ اور بہت سا سامان دیا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم اور دوسو اوقیہ چاندی دیے۔ابوعقیل انصاری رضی اللہ عنہ نے دو سو چھوہارے پیش کردیے۔عورتوں نے اپنے زیور دیے۔(زادالمعاد،صحیح مسلم و بخاری)

* حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے درہم پیش کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد عثمان جوبھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا۔(جامع ترمذی)

* غزوۂ تبوک کے بارے میں قرآن پاک کی سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۹۲ نازل ہوئی۔ (الرحیق المختوم)

* غزوۂ تبوک میں اسلامی فوج کی تعداد تیس ہزار سپاہی اور دس ہزار گھوڑے تھے۔ (زادالمعاد ،صحیح بخاری)

* غزوۂ تبوک میں اسلامی لشکر کے سردار خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے اور مدینے کا گورنر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ (صحیح بخاری)

* اس غزوے میں سواریوں کی شدید قلت تھی۔ اٹھارہ افراد کے لیے ایک اُونٹ تھا۔ رسد کم ہونے کی وجہ سے درختوں کے پتے کھانے پڑتے ،جس سے ہونٹ سوج گئے۔ پانی نہ ملنے سے اُونٹوں کو ذبح کر کے امعاء کا پانی پیا جاتا۔ (صحیح بخاری، رہبر کامل)

* تبوک کی راہ میں لشکر کا گزر دیارِ ثمود سے ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہاں کے کنویں سے پانی لے لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''تم یہاں کا پانی نہ پینا، اس سے نماز کے لیے وضو نہ کرنا اور جو آٹا تم لوگوں نے گوندکر رکھا ہے وہ جانوروں کو کھلا دو، خود نہ کھانا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ لوگ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''علی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تمہیں وہی نسبت ہو جو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کو تھی؟ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، زادالمعاد)

* مدینہ کے سویلم یہودی کے گھر جمع ہو کر منافقین نے اپنے ساتھیوں کو غزوہ تبوک پر جانے سے روکا تھا۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* لشکر اسلام ۵ رجب ۹ ھ کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا۔ (زاد المعاد)

* راستے میں حجر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ گم ہوگئی تو بنو قینقاع کا ایک منافق زید بن بصیت کہنے لگا: ''محمد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے، حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی ناقہ کہاں ہے؟'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک منافق ایسا کہتا ہے، حالانکہ میں وہی جانتا ہوں جو اللہ نے مجھے بتا دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے مجھے ناقہ کا حال بتا دیا ہے۔ وہ فلاں درّے میں ہے اور اس کی نکیل درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس کے سبب وہ رُکا ہوا ہے۔ تم جا کر لے آؤ۔'' حسبِ حکم ناقہ اس درّے سے لائی گئی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* تبوک کے قریب چشمے میں پانی کم تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا پانی لیا۔ اس میں چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور اسے چشمے میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد چشمے سے خوب پانی آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیر ہو کر پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے معاذ! تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم اس مقام کو باغات سے ہرا بھرا دیکھو گے۔'' (صحیح بخاری و مسلم)

* تبوک کے راستے میں آندھی آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''آج رات تم پر سخت آندھی چلے گی، لہٰذا کوئی نہ اُٹھے اور جس کے پاس اُونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوطی سے باندھ دے۔'' چنانچہ سخت آندھی چلی۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا تو آندھی نے اسے اُڑا کر طئ کی دو پہاڑیوں کے پاس پھینک دیا۔ (صحیح مسلم، الرحیق المختوم)

* تبوک میں جنگ نہیں ہوئی۔ اسلامی لشکر تبوک پہنچا تو معلوم ہوا کہ دشمن کے بارے میں قافلے والوں کی اطلاع غلط تھی۔ (صحیح مسلم)

* اس غزوے سے رومیوں اور اُن کے حامیوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ انہیں آگے بڑھ کر ٹکر لینے

کی ہمت نہ ہوئی۔ (مختصر سیرت الرسول ﷺ)

*ایلہ کے حاکم نے رسول اللہ ﷺ کو سفید خچر پیش کیا اور آپ ﷺ نے اسے ایک چادر دی۔ (طبقات، الاصابہ، الاستیعاب)

* تبوک سے حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کا ایک دستہ کر دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر کے پاس بھیجا۔ اسے گرفتار کر کے لایا گیا۔ (صحیح مسلم، الرحیق المختوم)

* رسول اللہ ﷺ نے اس کی جان بخشی دی اور دو ہزار اُونٹ، آٹھ سو غلام، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے دینے کی شرط پر مصالحت فرمائی۔ اس نے جزیہ بھی دینے کا اقرار کیا۔ (سیرت النبویہ، زادالمعاد)

* تبوک سے واپسی پر راستے میں بارہ منافقین نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ صرف حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دور وادی میں تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان دشمنوں کے چہروں پر ضرب لگائی تو وہ بھاگ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام اور ارادے سے باخبر کیا۔ (زادالمعاد)

* سفر ختم ہونے پر مدینہ کے نقوش نظر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رہا طابہ، اور یہ رہا احد، یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔'' (الرحیق المختوم)

* رسول اللہ ﷺ رجب میں روانہ ہوئے تھے اور واپس آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ اس سفر میں پچاس دن صرف ہوئے۔ بیس دن تبوک میں اور تیس دن آمدورفت میں۔ (صحیح بخاری ،زادالمعاد)

* تینوں مومنین اور صادقین صحابہ رضی اللہ عنہم نے سچائی اختیار کرتے ہوئے اقرار کیا کہ ہم نے کسی مجبوری کے بغیر غزوے میں شرکت نہیں کی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت نہ کریں۔ چنانچہ سخت بائیکاٹ شروع ہو گیا۔ چالیس دن کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی عورتوں سے بھی الگ رہیں۔ بائیکاٹ کو پچاس دن گزرے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ (مدارج النبوۃ)

* چند سازشیوں نے مل کر مسجد قباء کے مقابلے میں مسجد ضرار بنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں نماز کی دعوت دی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* اس مسجد کا بانی ابو عامر فاسق تھا۔ جو انصار میں سے تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ یہ مسجد بنوغنم نے محلہ بنوسالم میں بنائی۔ (زاد المعاد)

* مسجد ضرار کے بانیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ ایسی مسجد بنائی جائے جس میں مسلمانوں کے خلاف اسلحہ جمع کیا جائے اور موقع پا کر اسے استعمال کیا جائے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم نے معذوروں اور بیماروں کے لیے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ تشریف لا کر نماز پڑھائیں اور دعائے برکت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اب میں غزوۂ تبوک پر جا رہا ہوں، واپس آ کر ان شاء اللہ حاضر ہوں گا۔'' (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مسجد ضرار کے بارے میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر موضع ذواوان میں سورۃ توبہ کی آیات نمبر ۶ تا ۹ نازل ہوئیں، جن میں اس سازش کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی عجلانی رضی اللہ عنہ اور عامر بن سکن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مسجد ضرار کو گرا کر جلا دیں۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذی قعدہ یا ذی الحجہ ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسک حج قائم کرنے کے لیے امیر بنا کر بھیجا۔ (صحیح بخاری)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ اس لیے بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سورۃ برأت میں دیے گئے احکامات کا اعلان کر دیں۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرج یا وادی ضجنان

کے مقام پر ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ امیر ہو یا مامور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مامور ہوں۔ (صحیح بخاری)

* سورۃ برأت کے ابتدائی حصہ میں مشرکین سے کیے گئے عہد و پیمان کو برابری کی بنیاد پر ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ کوئی مشرک اللہ کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کوئی شخص ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔ کافر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان احکام کا اعلان ذوالحجہ کی دسویں یعنی قربانی کے دن جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر کیا۔ (صحیح بخاری، زاد المعاد)

* ۹ ھ کے چند دوسرے اہم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ تبوک سے واپسی پر عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے درمیان لعان ہوا۔ اور غامدیہ عورت کو رجم کیا گیا، جس نے بدکاری کا اقرار کیا تھا۔ اور اصحمہ نجاشی شاہ حبشہ نے وفات پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ ابن اُبی نے وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ سے روکنے کی کوشش کی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ بعد میں وحی نازل ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کی تائید ہوئی۔ اور اسی سال حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔ (صحیح بخاری و مسلم، زاد المعاد)

وفود کی آمد سے وصال تک

وفود کا سال:

* ۹ ھ کو وفود کا سال کہا جاتا ہے، کیونکہ اس سال بڑی تعداد میں بیرونی قبائل کے وفود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*اہل مغازی نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے والے جن وفود کا تذکرہ کیا ہے ان کی تعداد ستر سے زیادہ ہے۔ایک سو پانچ اور ایک سونو وفود بھی بتلائی جاتی ہے۔(الرحیق المختوم)
*فتح مکہ کے بعد بیرونی قبائل کو احساس ہو گیا کہ اب حق غالب آ چکا ہے اور اسلام ہی ایسا دین ہے جسے قبول کر کے ہی کامیابی ممکن ہے۔
(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* قبیلہ عبدالقیس کا وفد دو مرتبہ آیا۔پہلی مرتبہ ٦ ھ میں یا اس سے پہلے آیا۔اس قبیلے کا ایک شخص منقذ بن حبان سامانِ تجارت کے ساتھ مدینہ آتا تھا، اس نے اسلام قبول کیا تو پھر تیرہ یا چودہ افراد کا وفد منذر بن عائذ الشیخ العصری کی سربراہی میں مدینہ آیا۔(الرحیق المختوم)
* قبیلہ عبدالقیس کا وفد دوسری مرتبہ ۹ ھ میں آیا۔ان کی تعداد چالیس تھی اور اس میں ایک نصرانی علاء بن جارود عبدی بھی تھا، جو مسلمان ہو گیا۔
(زادالمعاد، اسد الغابہ)
*اس وفد کی مہمانداری کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو رملہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مکان پر ٹھہرایا اور دس دن مہمان رکھا۔(صحیح مسلم)
* مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں پڑھایا گیا تھا، جو انہوں نے بحرین کے مقام جواثی میں تعمیر کی تھی۔(صحیح بخاری)
* قبیلہ دوس کا وفد پہلی مرتبہ ۷ ھ میں آیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تھے۔قبیلے کے سربراہ حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے تھے،لیکن قوم نہ مانی۔حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے ستر افراد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور پھر خود خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ (زادالمعاد)
*فروہ بن عمرو جذامی رومی فوج کے ایک عربی کمانڈر تھے۔انہیں رومیوں نے اپنی حدود سے متصل عرب علاقوں کا گورنر بنا رکھا تھا۔

(الرحیق المختوم)

* حضرت فروہ بن عمرو جذامی ۸ ھ میں جنگ موتہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے بعد اسلام لائے اور ایک قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ تحفہ میں سفید خچر بھی تھا۔ (زاد المعاد)

* قبیلہ صداء کا پندرہ آدمیوں پر مشتمل وفد ۸ ھ میں حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کیا۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ایک سو آدمیوں نے بارگاہِ نبوی میں شرف باریابی حاصل کیا۔ (زاد المعاد، سیرت النبویہ)

* کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ وہ شخص ہیں جن کے متعلق فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا گیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے بھی پایا جائے تو قتل کر دیا جائے، لیکن وہ بچ نکلے۔ (سیرت ابن ہشام)

* کعب بن زہیر ۸ ھ میں غزوۂ طائف کے بعد ایمان لائے۔ ان کے بھائی بجیر بن زہیر نے لکھا کہ کوئی بھی شخص توبہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے قتل نہیں کرتے۔ اگر نہیں تو پھر جہاں نجات مل سکے نکل بھاگو۔ مزید خط وکتابت کے بعد زہیر مدینہ منورہ آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تائب ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (زاد المعاد، الرحیق المختوم)

* بنو عذرہ کا وفد مدینے آیا۔ اس میں بارہ یا پندرہ یا انیس آدمی تھے، جن میں حضرت حمزہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (زاد المعاد)

* وفد عذرہ کو ملک شام کے فتح کیے جانے کی خبر دی اور کاہنہ عورتوں سے سوال کرنے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں تبلیغ دین کے لیے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ (الرحیق المختوم)

* ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبوک سے واپسی کے بعد ہمدان کا سولہ آدمیوں پر مشتمل وفد

مدینے آیا۔(زادالمعاد، اسدالغابہ)

* نجران کے وفد میں تین سرکردہ افراد میں ایک عبدالمسیح تھا، جس کے ذمہ امارت وحکومت کا کام تھا۔ دوسرا ایہم یا شرجیل تھا، جو سیاسی اور ثقافتی امور کا نگران تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا، جو دینی سربراہ اور روحانی پیشوا تھا۔ (رحمۃ للعالمین، البدایہ والنہایہ)

* نجران کے وفد کی درخواست پر آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر انہیں امت کا امین قرار دیا۔ (رحمۃ للعالمین، الرحیق المختوم)

* مسیلمہ بن کذاب بنو حنیفہ کے وفد کا ایک شخص تھا جس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ (مختصر سیرت الرسول ﷺ، سیرت ابن ہشام)

*اس وفد کی آمد سے پہلے آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس روئے زمین کے خزانے لاکر رکھ دیے گئے ہیں اور اس میں سے سونے کے دو کنگن آپ ﷺ کے ہاتھ میں آپڑے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ دونوں گراں اور تکلیف دہ محسوس ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو وحی کی گئی کہ ان دونوں کو پھونک دیجیے۔ آپ ﷺ نے پھونک دیا تو دونوں اُڑ گئے۔ اس کی تعبیر آپ ﷺ نے یہ بتائی کہ آپ ﷺ کے بعد دو کذّاب نکلیں گے۔ (صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام)

* مسیلمہ کذاب نے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے نبوت میں حصہ دار بنالیں یا پھر آپ اگر چاہیں تو ہم حکومت کے معاملہ میں آپ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں، لیکن اپنے بعد اس کو ہمارے لیے طے فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجور کی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا چاہو گے تو تمہیں یہ بھی نہ دوں گا اور تم اپنے بارے میں اللہ کے مقرر کیے ہوئے فیصلے سے آگے نہیں جا سکتے۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری تو اللہ تمہیں توڑ کر رکھ دے گا۔'' (صحیح بخاری، زادالمعاد)

* مسیلمہ کذاب نے ۱۰ ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ربیع الاول ۱۲ ھ میں عہد فاروقی میں یمامہ کے اندر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (سیرت النبویہ، سیرت رسول عربی ﷺ)

* آپ ﷺ نے حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا۔ (زادالمعاد، سیرت ابن ہشام)

* مسیلمہ کذاب نے ان کو اپنی امامت ماننے پر مجبور کیا اور انکار کرنے پر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ (زادالمعاد، سیرت ابن ہشام)

* دوسرا مدعی نبوت اسود عنسی تھا، جس نے یمن میں فساد برپا کیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک دن پہلے حضرت فیروز رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (مختصر سیرت الرسول ﷺ ، الرحیق المختوم)

* عامر بن طفیل وہی دشمنِ خدا تھا جس نے بیئر معونہ پر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کیا تھا۔ (فتح الباری، المواہب اللدنیہ)

* عامر بن صعصہ اور اربد بن قیس نے سازش کی کہ نبی اکرم ﷺ کو دھوکہ دے کر قتل کر دیں گے۔ (مسند احمد، الرحیق المختوم)

* عامر نے نبی اکرم ﷺ سے گفتگو شروع کی اور اربد گھوم کر آپ ﷺ کے پیچھے پہنچا اور تلوار میان سے نکالی، لیکن اس کے بعد اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ تلوار بے نیام نہ کر سکا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو محفوظ رکھا۔ (زادالمعاد، سیرت ابن ہشام)

* ان دونوں کافروں کا انجام یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں پر بددعا کی۔ واپسی پر اللہ نے اربد اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اور وہ جل مرا۔ عامر ایک سلولیہ عورت کے ہاں اُترا۔ اسی دوران اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی اور وہ اسی سے مر گیا۔ (الرحیق المختوم)

* وفد اشعریین کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اہل یمن آئے، جن کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں۔ (رحمۃ للعالمین ﷺ)

* مزینہ کا چار سو آدمیوں پر مشتمل وفد ۹ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔
(مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* قبیلہ بنی مرہ کا تیرہ آدمیوں پر مشتمل وفد ۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ آیا۔ ان کا امیر حارث بن عوف تھا۔ (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* سلامان کا سولہ آدمیوں پر مشتمل وفد شوال ۱۰ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔
(مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زاد المعاد)
* وفد نخع آخری وفد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دو سو افراد پر مشتمل یہ وفد محرم ۱۱ھ میں مدینہ آیا۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حجۃ الوداع:

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کے بارے فرمایا:
''اے معاذ! غالباً تم مجھ سے میرے اس سال کے بعد نہ مل سکو گے، بلکہ غالباً میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔'' (صحیح مسلم، الرحیق المختوم)
* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ھ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ کرتے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ (صحیح مسلم)
* حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ھ میں حج ادا فرمایا تھا۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حج کو حجۃ الوداع اس لیے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حج سے تین ماہ بعد رحلت فرمائی تھی۔ (زاد المعاد)
* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لیے مدینہ طیبہ سے پچیس یا چھبیس ذی قعدہ کو سینچر کے دن ظہر کی نماز کی بعد روانہ ہوئے۔ (الرحیق المختوم)
* اس سال ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے حج ادا کیا تھا۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے قریب وادی ذی طویٰ میں پڑاؤ کیا تھا اور یہاں رات گزاری تھی۔
(صحیح بخاری، سیرت ابن اسحاق)

* حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ چار ذی الحجہ کو اتوار کے روز پہنچے تھے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ راتیں راستے میں گزاری تھیں۔ (صحیح بخاری)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر تین تقریریں فرمائیں: ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے مقام پر، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے۔ دس ذی الحجہ کو منیٰ کے مقام پر اور گیارہ ذی الحجہ کو بھی منیٰ کے مقام پر۔ (زادالمعاد)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں آٹھ ذی الحجہ کو تشریف لے گئے۔ اور وہاں ۹ ذی الحجہ کی صبح تک قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں وہیں پڑھیں اور سورج طلوع ہونے پر عرفہ روانہ ہوئے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات (عرفہ) میں خطبہ دیتے ہوئے اپنی وفات کا اس طرح اشارہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔'' (صحیح مسلم، وفاء الوفاء)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے خون اور سود کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن، اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سنو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی، جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔ اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔'' (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ عرفہ میں عورتوں کے بارے میں فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا

ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو، لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں بہتر طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔'' (سیرت النبویہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن کے بارے میں فرمایا: ''میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔'' (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے توحید و رسالت اور عبادات کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کروگے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگے۔'' (ابن ماجہ، ابن عساکر)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ دین کے بارے میں فرمایا: ''تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔'' (صحیح مسلم، الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو سورۃ مائدہ کی یہ آیت اُتری: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔'' (صحیح مسلم و بخاری، فقہ السیرہ)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اُونٹ ذبح کیے، ان میں سے ۶۳ اُونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کیے۔ (صحیح بخاری)

* باقی ۳۷ اُونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے۔ اس طرح تعداد سو ہو گئی۔ (صحیح مسلم و بخاری، اسد الغابہ)

* ۹ ذی الحجہ ۱۰ ھ کو عرفہ کے روز جمعہ کے دن دین مکمل ہونے کی بشارت والی آیات نازل ہوئی۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ میں ضب کے راستے سے داخل ہوئے اور مازمین کے راستے سے واپس آئے۔ (زادالمعاد)

* قربانی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے بال حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تراشے۔ (الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا خطبہ یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ کو دیا (ابوداؤد)

* اس خطبے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی باتیں گزشتہ خطبے کی دہرائیں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سال بارہ مہینے کا ہے، جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں: ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد اپنے پروردگار سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ لہٰذا دیکھو! میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔'' (صحیح بخاری، جامع ترمذی)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام تشریق یعنی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں مقیم رہے، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسک حج بھی ادا فرمائے اور لوگوں کو شریعت کے احکام بھی سکھائے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرا خطبہ ایام تشریق میں ۱۱ ذوالحجہ کو منیٰ میں ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ خم غدیر پر دیا گیا، اس لیے اسے خطبہ غدیر بھی کہتے ہیں۔ (زادالمعاد سیرت حلبیہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ میں دیگر باتوں کے علاوہ اہل بیت کی شان ومنزلت کا اظہار فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کا مولا ہے۔''

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* سورۃ النصر ۱۰ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چھ ماہ پہلے نازل ہوئی اس کے نزول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ اس سال میں کوچ کی اطلاع دی گئی ہے۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم النفر یعنی ۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ سے کوچ فرما کر وادی اَبطَح کے خیف بنی کنانہ میں قیام فرمایا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو شاہ یمنی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر خطبۃ الوداع لکھ کر دینے کا حکم دیا تھا۔ (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* مزدلفہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محسر کے راستے حجرات تک پہنچے تھے۔ یہ وادی منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان واقع ہے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیزی کے ساتھ گزرنے کی ہدایت کی، کیونکہ یہاں ابرہہ کے لشکر پر تباہی نازل ہوئی تھی۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حجۃ الوداع سے واپسی پر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چند شکایات کیں۔جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

وصال سے پہلے

* نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے اُحد کی فاتحہ کے لیے صفر ۱۱ ھ میں تین سال کے بعد تشریف لے گئے۔ (الرحیق المختوم)

* حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر وہ آخری لشکر تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج سے واپسی پر روانہ فرمایا۔ اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاد

المعاد)

* یہ لشکر ۱۱ صفر کو شام کی طرف روانہ ہوا۔ (الرحیق المختوم)

* یہ لشکر مدینے سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر ملی۔ (صحیح بخاری، سیرت النبویہ)

* یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں روانہ نہ ہوسکا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے روانہ کیا۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا: ''لوگو! میں تم پر سبقت لے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور واللہ! مجھے اس وقت اپنا حوض دکھائی دے رہا ہے، مجھے زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے، ہاں! مگر مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ گے۔'' (صحیح مسلم)

* ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا پسند کر لے اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ چنانچہ اس بندے نے اپنے لیے وہی کچھ پسند کر لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔'' (زادالمعاد، سیرت النبویہ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے رفاقت اور مال کے لحاظ سے میرے لیے زیادہ صاحبِ احسان ابوبکر ہیں۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یہ خلیل ابوبکر ہوتے۔ تاہم اسلامی اخوت اور محبت و مودّت بھی کچھ معمولی چیزیں نہیں ہیں۔'' (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے تین ماہ بعد بیمار رہوئے۔ (تاریخ ابن ہشام)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز بدھ بیمار ہوئے۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر سر میں درد شروع ہوا، پھر تیز

بخار ہو گیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل ۱۳ یا ۱۴ دن بیمار رہے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ مرض میں ۱۱ دن نماز پڑھائی۔ (زادالمعاد)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترہ نمازیں مسجد میں ادا نہ کر سکے۔ (زادالمعاد)

* یہ سترہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائیں (سیرت حلبیہ)

* بیماری کے آغاز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ (ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن امت مسلمہ کی مائیں)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواج مطہرات کی اجازت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہوئے۔ (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الرحیق المختوم)

* اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار و مہاجرین کو دلاسہ دینے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر تقریر فرمائی (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماری کے بعد ایک مرتبہ اور زیارت سے مشرف فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آواز پہنچا رہے تھے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے دروازوں کے بارے میں فرمایا کہ ابوبکر کے دروازہ کے سوا مسجد کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں (زادالمعاد)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ بخار کی تیزی میں غسل فرمایا، یعنی پانی سے بخار کا علاج فرمایا اور کچھ دوائیں بھی استعمال کرائی گئیں۔ (زادالمعاد)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوّذتین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دَم کرتی رہتی تھیں اور برکت کی امید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* وفات کے پانچ روز پہلے چہارشنبہ (بدھ) کو جسم کی حرارت شدید ہوگئی، جس سے تکلیف بڑھ گئی اور غشی طاری ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر بہائے گئے، جس سے طبیعت بحال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ (زادالمعاد)

* ایک شخص نے کہا کہ آپ کے ذمے میرے تین درہم باقی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری، مؤطا امام مالک)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات تک نمازیں خود پڑھائیں۔ (مشکوٰۃ، الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری نماز مغرب کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ المرسلات پڑھی۔ (صحیح بخاری، الرحیق المختوم)

* وفات سے دو دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ دو دن پہلے ہفتہ کی بات ہے۔ (صحیح بخاری، زادالمعاد)

* وفات سے ایک دن پہلے یعنی اتوار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام غلاموں کو آزاد فرمایا۔ سات دینار جو پاس تھے صدقہ کر دیے اور اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیے۔ (صحیح بخاری، مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حیاتِ مبارکہ کے آخری دن یا آخری ہفتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی

اللہ عنہا سے سرگوشی میں کچھ کہا تو وہ رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پھر بلایا اور کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ بعد میں دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے انہیں اپنی وفات کے بارے میں بتایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ تمام اہل خانہ میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملیں گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی کہ وہ ساری خواتین عالم کی سردار ہیں۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف میں دیکھ کر دُکھ کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے ابا پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔'' (صحیح بخاری، الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! خیبر میں جو کھانا میں نے کھالیا تھا اس کی تکلیف برابر محسوس کررہا ہوں۔ اس وقت مجھے محسوس ہورہا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگِ جان کٹی جارہی ہے۔'' (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات مبارکہ کے آخری دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلاکر پیار کیا اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی۔ اَزواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بلایا اور انہیں وعظ ونصیحت کی۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* نزع کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری، زادالمعاد)

* نزع کے وقت ایک پانی کا پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تھا۔ اس میں دست مبارک ڈالتے اور چہرے پر پھیرتے تھے۔ (زادالمعاد، الرحیق المختوم)

* نزع کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہ دعا تھی: ''اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد

فرما۔'' (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نزع کے وقت کی کیفیت بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں: ''اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری کے دن، میرے سینے سے ٹیک لگائے وفات پائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب اکٹھا کر دیا۔'' (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

رفیق اعلیٰ کی طرف

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری عمل مسواک کا کیا۔ (صحیح بخاری)

* عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دانتوں سے مسواک نرم کر دی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ (صحیح بخاری، زادالمعاد)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری سرگوشی میں فرما رہے تھے: ''ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا، اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! رفیق اعلیٰ!'' آخری فقرہ تین بار دہرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چارپائی پر بیٹھی تھیں۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہائے ابا جان! جنہوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا۔ ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! ہم جبرئیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔'' (صحیح بخاری، الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ، اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔'' (مشکوٰۃ)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ، بلکہ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں ، جس طرح حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تشریف لے گئے تھے اور چالیس دن رات کے بعد اپنی قوم میں واپس آ گئے تھے۔ خدا کی قسم ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور پلٹ آئیں گے اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے۔'' (الرحیق المختوم)

*اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ! اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو موت جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھ دی گئی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آ چکی۔'' (زادالمعاد)

* حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرطِ غم میں ڈوبے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوجا کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے ، کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے : محمد نہیں ہیں ، مگر رسول ہی۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں ، تو کیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت واقع ہو جائے یا وہ قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑی کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑی کے بل پلٹ جائے تو یاد رکھو کہ وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔'' (صحیح بخاری ، زادالمعاد)

* وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کو دھاری دار یمنی چادر سے ڈھانپا گیا تھا ، جو

حاضرین نے ڈال دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔ (صحیح بخاری ،الرحیق المختوم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ (پیر) چاشت کی شدت کے وقت بمطابق ۷ جون ۶۳۲ء وفات پائی۔ (صحیح بخاری)

* وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال چار دن تھی۔ (زادالمعاد)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کپڑے کی دو چادروں میں ہوئی، جن میں سے ایک تہہ بند تھا اور دوسری چادر۔ یہ دونوں بہت موٹے کپڑے کے بنے ہوئے تھے اور جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منگل کے روز بغیر کپڑے اُتارے بدن مبارک پر پانی بہایا گیا اور کپڑوں کے اوپر سے ہی ہاتھ پھیر گیا۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دو صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہما، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ (صحیح بخاری)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کروٹ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے فضل رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ بدل رہے تھے (صحیح بخاری)

* غسل کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ (سیرت النبویہ)

* حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں تین سفید یمنی چادریں، جو بطور تہہ بند، قمیص اور چادر کے استعمال ہوئیں۔ (صحیح بخاری ومسلم)

* یہ چادریں یمن کے شہر سحون کی بنی ہوئی تھیں۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن کے کپڑے بغیر سلے، ویسے ہی لپیٹ دیے گئے تھے۔ (صحیح بخاری و

مسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بنائی گئی، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ کسی نے بھی نہیں پڑھائی، بلکہ باری باری دس دس افراد مل کر پڑھتے رہے، کوئی امام نہیں تھا۔ (صحیح بخاری)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ بنو ہاشم کے افراد نے پڑھی پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے، پھر مردوں کے بعد عورتوں نے اور ان کے بعد بچوں نے پھر غلاموں نے۔ (صحیح مسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک حجرے میں اس لیے بنائی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہوا تھا کہ انبیاء علیہم السلام جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔ (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر بغلی ہے۔ (الرحیق المختوم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بنائی تھی۔ (مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں کڑا کچی اینٹوں کا لگایا گیا، جن کی تعداد نو تھی۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات سے ڈیڑھ دن بعد منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو دفن کیا گیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ایک بالشت اوپر کو اُٹھی ہوئی کوہان کے مانند تھی۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ

اور قثم رضی اللہ عنہ نے اُتارا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* اس حجرے میں کچھ جگہ باقی ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے، جو آسمان پر زندہ ہیں۔ دجال کے زمانے میں ان کا نزول ہوگا اور پھر وفات پائیں گے اور وہاں دفن ہوں گے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک میں وہ چادر بچھائی گئی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً پہنتے اور نیچے بچھا کر سوتے تھے۔ (سیرت ابن اسحاق)

* سب سے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت قثم رضی اللہ عنہ نکلے تھے۔ (سیرت ابن اسحاق)

* آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے عوض رہن تھی۔ (بخاری و مسلم)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیتے وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پردہ کیا۔ (الخصائص الکبریٰ)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری غسل کے لیے غرس نامی کنوئیں سے پانی لایا گیا۔ (زاد المعاد، سیرت ابن اسحاق)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آخری وحی وفات سے نو دن پہلے ۳ ربیع الاول ۱۱ھ بروز شنبہ کو نازل ہوئی۔ (سیرت حلبیہ، سیرت ابن ہشام)

* حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحلت سے پہلے اہل بقیع کے لیے دعا کی خاطر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے آزاد کردہ غلام ابو موہبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے اُحد کے لیے صفر کے شروع میں ۱۱ھ کو دعا فرمائی۔ (صحیح بخاری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شمائل وخصائل نبوی (حلیہ مبارک)

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلی کا مظہر تھا۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الخصائص الکبریٰ]

☆جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اُٹھے: ''یہ چہرہ کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں'' [مشکوٰۃ شریف]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک نہ بہت زیادہ پُرگوشت تھے اور نہ کم بھرے ہوئے، بلکہ نرم، سرخی مائل اور ہموار تھے۔ [زادالمعاد، سیرت ابن ہشام]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک گورا گلابی تھا، اور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا نورانی چہرہ تھا۔ [صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست اور چہرہ کسی قدر گول تھا۔ [صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدّس پیشانی کشادہ اور روشن تھی، جو کہ اُبھری ہوئی نہیں تھی۔ [زاد المعاد، دلائل النبوۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھنویں خم دار، باریک اور گنجان تھیں۔ دونوں کے بیچ میں ایک رَگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔ [سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں لمبی تھیں۔ [صحیح بخاری، ترمذی]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں بڑی بڑی اور سرخی مائل تھیں اور اُن میں سرخ ڈورے تھے۔ [صحیح بخاری، ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن مبارک کشادہ تھا، جو مناسب تھا اور پاکیزگی لیے ہوئے تھا۔ [صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک روشن چمکدار اور باریک، سامنے کے دانت ایک دوسرے سے قدرے چھیدے ہوئے تھے، جو خوبصورت لگتے تھے۔ [تاریخ اسلام کامل، الرحیق المختوم]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ناک مبارک بلندی مائل تھی، مگر زیادہ اُونچی نہیں۔ [خلاصۃ السیر، مشکوٰۃ]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کے لیے شفاء تھا۔

[زادالمعاد، الخصائص الکبریٰ]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک بڑا، لیکن نہایت موزوں تھا۔ بال مبارک سیاہ تھے اور کسی قدر گنگھریالے تھے۔ [الخصائص الکبریٰ، شمائل ترمذی]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی، کنگھی کرتے تھے اور مونچھ مبارک کٹوا دیا کرتے تھے۔

[زادالمعاد، اصابہ]

☆ آخری عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور ریش مبارک میں سترہ یا بیس بال سفید تھے۔

[شمائل ترمذی، مسند احمد]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بال سنوارنے کے لیے کنگھی کیا کرتے تھے۔ شروع میں مانگ نہیں نکالا کرتے تھے۔ پھر بعد میں نکالنا شروع کر دی۔

[صحیح بخاری]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک بہت خوبصورت تھا۔ بدن مبارک پر بال بہت کم تھے۔ [تاریخ اسلام کامل، استیعاب]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ اور موزوں تھا، نہ بہت دراز اور نہ بہت کوتاہ۔

[سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیرت ابن ہشام]

☆ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے خوبرو اور خوش آواز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز تھے اور قدرے بھاری آواز تھی۔ [الخصائص الکبریٰ]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک سفیدی مائل اور صاف ستھری تھی اور مناسب حد تک دراز تھی۔ [صحیح بخاری، تاریخ اسلام کامل]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے مبارک بھاری، پُر گوشت اور ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ [شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان بائیں طرف والی سخت ہڈی کے قریب مہر نبوت تھی۔ [تاریخ اسلام کامل، الخصائص الکبریٰ]

☆ مہر نبوت والی جگہ پر گوشت اُبھرا ہوا اور قدرے سرخ تھا۔ چاروں طرف بڑے بڑے تِل تھے اور گرداگرد بال تھے۔ [شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔ [شمائل ترمذی]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ اور بھرا ہوا تھا۔ سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کسی قدر بال تھے۔ ناف تک بالوں کی لمبی لکیر تھی۔ [سیرت ابن ہشام]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم مبارک اور سینہ ہموار تھا۔ اور شکم بالوں سے صاف تھا۔ [زاد المعاد، طبرانی]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں دراز، چوڑی، مضبوط اور قوی تھیں، اور بازو مبارک پُر گوشت تھے۔ [صحیح بخاری، شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں کشادہ اور پُر گوشت، ہاتھ نہایت نرم اور خوشبو والے تھے۔ [صحیح بخاری، تاریخ اسلام کامل]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء کی ہڈیاں بڑی، چوڑی اور مضبوط تھیں۔ [سیرت ابن ہشام، تاریخ اسلام کامل]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک پُر گوشت، ہموار، خوبصورت، صاف اور نرم تھے۔ ایڑیاں کم گوشت تھیں۔ [شمائل ترمذی]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال مبارک مناسب تھی۔ قدم مبارک تواضع سے اٹھاتے تھے۔ کسی قدر آگے کو جھکے ہوئے چلتے اور جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے۔ [شمائل ترمذی، سیرت ابن ہشام]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے موئے مبارک نہ بہت گنگھریالے تھے اور نہ بہت سیدھے تھے۔ کبھی کانوں تک دراز، کبھی کانوں کے نصف تک، کبھی کانوں کی لَو تک، کبھی شانہ مبارک کے نزدیک تک اور کبھی شانوں تک ہوتے تھے۔ اور بال مبارک سفید تھے۔ [مشکوٰۃ، دلائل النبوۃ بیہقی]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگلیاں مناسب حد تک دراز، خوبصورت اور پُر گوشت تھیں۔ [شمائل ترمذی، سیرت ابن ہشام]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ اور لعاب دہن کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو سے بھی بڑھ کر تھی۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ ہجرت کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم معبد خزاعیہ نامی عورت کے خیمہ سے گزرے تو بعد میں اس نے اپنے خاوند کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ [زاد المعاد، سیرت ابن ہشام]

☆ چوتھے خلیفہ راشد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ [شمائل ترمذی، سیرت ابن ہشام]

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہیں دیکھا۔'' [شمائل ترمذی، صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی اِن الفاظ میں بیان فرمائی ہے: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی۔ لگتا تھا کہ سورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں رواں دواں ہے۔'' [ترمذی، مشکوٰۃ]

☆ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بارے میں کہا: ''جب

اندھیری رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کے مانند چمکتی۔"
[سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل و شباہت اور اخلاق و عادات اللہ کے پیغمبر حضرت ابراھیم علیہ السلام سے مشابہ تھے۔ [زادالمعاد، سیرت ابن ہشام]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے تو دوسروں سے بلند قامت نظر آتے تھے۔
[الخصائص الکبریٰ، تہذیب عساکر]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی دوسروں سے بلند نظر آتے تھے۔ [المواہب اللدنیہ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں گوش مبارک مناسب، خوبصورت اور مکمل تھے۔ [شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الخصائص الکبریٰ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک میں تھوڑی کی جگہ ہونٹ کے نیچے اور کانوں کے ساتھ چند سفید بال تھے۔ [صحیح بخاری، شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں پُر گوشت نہ تھیں، بلکہ نرم، باریک اور نہایت چمکدار تھیں۔ موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔ [ترمذی، صحیح بخاری]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک نرم، پُر گوشت اور قدرے بڑے تھے۔
[صحیح بخاری، شمائل ترمذی]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔[المواہب اللدنیہ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو کی کلائیاں خوبصورت اور لمبی تھیں۔ان پر تھوڑے تھوڑے خوبصورت بال تھے۔ [شمائل ترمذی، سبل الہدیٰ]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلیں سفید اور خوشبودار تھیں۔بغیر بالوں کے تھیں اور ان کا رنگ متغیر نہ ہوتا تھا۔
[صحیح بخاری، الخصائص الکبریٰ]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک اعتدال اور موزونیت کے ساتھ پتلی تھی۔ ریڑھ کی ہڈی طویل تھی۔ [مسند احمد، دلائل النبوۃ للبیہقی]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب مبارک خوبصورت، سرخی مائل اور نہایت نرم و نازک تھے۔ [زرقانی، انوار محمدیہ]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ بعض اوقات پیوند لگے ہوتے۔ [ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مشکوٰۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس عموماً چادر، کرتہ یا قمیص، تہہ بند اور عمامہ ہوتا تھا۔ [مشکوٰۃ شریف، زاد المعاد]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمن کی سبز یا سرخ دھاریدار چادر اور تہہ بند پسند فرماتے تھے۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ لباس قمیص یا کرتہ تھا۔ [مشکوٰۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر چار گز لمبی اور سوا دو گز چوڑی ہوتی تھی۔ [مشکوٰۃ]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا تہبند پہنتے تھے۔ [مشکوٰۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ تقریباً پانچ گز لمبا ہوتا تھا۔ [ترمذی]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ [مشکوٰۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے (اُونچی ٹوپی استعمال نہیں فرمائی) عمامہ کا کبھی شملہ چھوڑتے اور کبھی نہیں۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی شانہ مبارک پر ہوتا تھا۔ شملہ عموماً بالشت بھر کا ہوتا تھا۔ [مشکوٰۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ کا دوسرا نام سحاب تھا۔ [ترمذی، مشکوٰۃ]

☆حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات اُونی جبہ شامیہ استعمال فرمایا۔ جبہ کسروانی بھی کبھی کبھی پہن لیتے۔ اُونی چادر بھی پہنی ہے۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ کا لباس پسند فرماتے تھے اور سرخ رنگ کا لباس ناپسند فرماتے۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سیاہ رنگ کا کمبل استعمال فرماتے۔ [مشکوٰۃ]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کی شکل چپل یا کھڑاؤں جیسی تھی۔ ہر ایک کے دو دو تسمے ہوتے تھے۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشمی لباس کبھی نہیں پہنا، بلکہ اس سے منع فرمایا ہے۔ [زاد المعاد، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا کپڑا جمعہ کے روز پہننا پسند فرماتے تھے۔ [فقہ السیرۃ]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اللہ کا شکر ادا فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ کے علاوہ زرد اور سبز رنگ کو پسند فرماتے تھے۔ [سیرت ابن ہشام، شمائل ترمذی]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص یا کرتہ پہنتے وقت دائیں ہاتھ والی آستین پہلے پہنا کرتے تھے۔ [مشکوٰۃ، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے موقع پر ایسا کرتہ پہنتے تھے جس کے دامن اور آستین کی لمبائی کم ہو۔ [وفاء الوفاء، مدارج النبوۃ]

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس میں مہر تھی۔ [زاد المعاد]

☆حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور کبھی بائیں ہاتھ میں بھی۔ نگ عموماً اندر کی جانب ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا۔ [شمائل ترمذی]

صفائی اور سامانِ آرائش:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد صفائی پسند تھے۔ اپنی جسمانی صفائی کے علاوہ لوگوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ [سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ صفائی کے علاوہ اپنے بالوں کو سنوارنے کے لیے دوسرے تیسرے روز کنگھی بھی فرماتے تھے اور مانگ بھی نکالتے تھے۔ [ابوداؤد، زادالمعاد]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وضو کے وقت مسواک فرماتے تھے اور آٹھویں روز غسل کرنے کو مسنون قرار دیا۔ [سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زادالمعاد]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثمد سرمہ پسند فرماتے تھے۔ [زادالمعاد، سیرت ابن ہشام]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کستوری اور سکہ نام کی خوشبو پسند فرماتے تھے۔ [سیرت ابن ہشام]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کے لیے ایسی خوشبو پسند فرمائی جس کی مہک پھیلے۔ [سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لیے ایسی خوشبو پسند فرمائی جس کا رنگ نمایاں ہو اور خوشبو چھپی رہے۔ [سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سوتے وقت تین تین سلائیاں سرمہ دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے تھے۔ [سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیرت حلبیہ]

☆ سفر کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھی، قینچی، مسواک، سوئی اور دھاگہ ساتھ رکھتے تھے۔ [شمائل ترمذی، مشکوٰۃ]

☆ ان تمام چیزوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھتے تھے۔ [زادالمعاد، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز قرار دی ہے۔ [زادالمعاد، تاریخ

اسلام کامل]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکانوں کو صاف ستھرا رکھنے اور پیشاب پاخانہ مکان سے باہر رکھنے کا حکم دیا ہے۔

[زادالمعاد، تاریخ اسلام کامل]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں پاؤں پہلے باہر نکالتے۔ [شمائل ترمذی]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے بھی استنجاء کرتے اور ڈھیلوں سے بھی اور دونوں سے استنجاء کرنا بہتر قرار دیا۔

[زادالمعاد، تاریخ اسلام کامل]

☆ آرائشی اشیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ خوشبو کو پسند فرمایا۔ [صحیح بخاری، شمائل ترمذی]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوراک اور کھانے پینے کے انداز:

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام غذا چند چھوہارے، جو کی روٹی، ستو، دودھ، گوشت، سرکہ اور شہد تھی۔ [زاد المعاد، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو، شہد، دودھ، گوشت، سرکہ اور روغن زیتون مرغوب تھا۔

[طبقات، الخصائص الکبریٰ]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لہسن، پیاز اور بدبو کی چیزیں ناپسند تھیں۔ [وفاء الوفاء]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَن چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے۔ [صحیح بخاری]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روغنیات میں سے روغن زیتون کو پسند فرماتے تھے۔[صحیح مسلم]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثرید بھی پسند تھی اور ثرید کہتے ہیں شوربے میں ڈوبی ہوئی روٹی کو۔ [سیرت حلبیہ، طبقات]

☆ کھانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیس بھی پسند تھا۔ حیس گھی میں پنیر اور کھجور ڈال کر پکایا جاتا ہے۔

[الخصائص الکبریٰ، طبقات]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم سے کم تین اُنگلیوں سے کھاتے تھے۔ اور فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹ لیتے تھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔ [صحیح مسلم، ترمذی]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھو لیتے تھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سانس میں پانی پیتے تھے۔ [ابوداؤد]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی، شیشے، تانبے اور لکڑی کے برتن استعمال فرماتے تھے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا چبا کر کھاتے تھے اور اپنے سامنے سے کھاتے تھے۔ [ترمذی، ابوداؤد]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھاتے وقت دوزانو یا اکڑوں بیٹھتے تھے۔ [صحیح بخاری]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے اختتام پر یا جب من بھاتی چیز ملتی تو الحمد للہ کہتے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے بیچ میں سے اور چھانٹ چھانٹ کر نہ کھاتے۔ گری ہوئی چیز کو اٹھا کر صاف کر کے کھانے کی ترغیب دیتے۔ کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔ کھانے کو سراہتے جاتے۔ مل کر کھانا پسند فرماتے تھے۔ بسیار خوری نہ کرتے، بلکہ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھاتے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد،]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ راحت و آرام:

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد آرام فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوضو اور پاک صاف ہو کر سوتے تھے۔ بستر پر جانے سے پہلے اسے جھاڑ لیتے۔ [صحیح بخاری، شمائل ترمذی]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر انتہائی سادہ تھا۔ ایک ٹاٹ تھا، جسے دوہرا کر کے بچھا دیا جاتا۔ کپڑے کا

بستر بھی ہوتا اور چمڑے کا بھی۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سونے سے پہلے قرآنی آیات یا دعائیہ کلمات پڑھتے تھے۔ مثلاً: ''اے اللہ! میرا مرنا اور جینا تیرے ہی نام کے ساتھ ہے۔'' اور ''اے پروردگار! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا مجھے عذاب سے بچانا۔'' تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سورتیں پڑھنے کی عادت تھی۔
[صحیح بخاری، مسند احمد، شمائل ترمذی]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سونے کے لیے لیٹتے تو دائیں کروٹ لیٹتے اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر دعائیں پڑھتے۔ [مسند احمد]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''حمد و شکر ہے اس اللہ کا جس نے مرنے کے بعد مجھے پھر سے جگایا اور جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔'' [صحیح بخاری و مسلم]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشاء کے فوراً بعد سو جاتے اور تہجد کے لیے رات کے تیسرے پہر بیدار ہو جاتے۔ پھر فجر کی نماز تک ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیند سے بیدار ہو جاتے تو سب سے پہلے طہارت کا اہتمام فرماتے اور مسواک کرنے کے بعد وضو فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سونے کا جو انداز اور معمولات اختیار فرمائے اُن پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیر محفوظ جگہ پر سونے سے منع فرمایا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر گھروں کے دروازے بند کرنے اور آگ بجھا کر سونے کی تلقین فرمائی ہے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

روزمرہ کے معمولات:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزانہ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں جائے نماز پر تشریف فرما ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پاس آ کر بیٹھ جاتے۔ یہی حلقۂ درس ہوتا، یہی احباب کی محفل ہوتی اور یہی دربارِ نبوت تھا۔

[صحیح بخاری ومسلم]

☆ حلقۂ درس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل شدہ وحی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطلع فرماتے۔ فیوضِ باطنی اور برکاتِ روحانی سے نوازتے۔ دین کے مسائل، معاملات، معاشرت اور اخلاق کی تعلیم فرماتے اور خواب کی تعبیر بتاتے۔

[صحیح بخاری ومسلم]

☆ اس مجلس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشراق کے نوافل پڑھتے اور مالِ غنیمت یا لوگوں کے وظائف تقسیم فرماتے۔ [صحیح بخاری ومسلم]

☆ جب دن خوب چڑھ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے نوافل ادا کرتے اور مجلس برخاست فرما کر جن زوجہ محترمہ کی اُس دن باری ہوتی اُن کے گھر تشریف لے جاتے اور اکثر گھر کے مختلف کام خود کرتے۔

[سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں صرف ایک بار دوپہر کو کھانا تناول فرماتے اور کچھ دیر آرام فرماتے۔ [مدارج النبوۃ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد بازاروں میں گشت فرماتے۔ دکانداروں کا معائنہ اور احتساب فرماتے۔ ان کے ناپ تول کی نگرانی اور حاجت مندوں کی حاجت پوری فرماتے۔ [مدارج النبوۃ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر باری باری تشریف لے جاتے اور تھوڑی دیر سب کے ہاں ٹھہرتے۔ یہ کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پابندی سے اور وقت مقررہ پر کرتے۔ [مدارج النبوۃ، صحیح بخاری ومسلم]

☆ نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن زوجہ محترمہ کی باری ہوتی اُن کے ہاں ٹھہرتے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس گھر میں جمع ہوجاتیں اور مدینے کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوجاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم دیتے تھے۔ عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں اور

آپ ﷺ فیصلے صادر فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں اور مجبوریاں بیان کرتیں اور آپ ﷺ اُن کو حل فرماتے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

☆ نمازِ عشاء کے بعد آپ ﷺ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے اور آپ ﷺ عشاء کے بعد بات چیت کرنا پسند نہ فرماتے تھے۔[مدارج النبوۃ]

حضور ﷺ کی خانگی اور مجلسی زندگی:

☆ حضور ﷺ اپنے اہل خانہ میں نہایت پیار اور محبت سے رہتے تھے۔ ہنسی مذاق کرتے۔ پہلے زمانے کے قصے بیان کرتے۔ دلچسپی کی باتیں کرتے اور گھر کے کام میں بھی حصہ لیتے۔ اپنا کام خود ہی کرتے۔[صحیح بخاری و مسلم]

☆ آپ ﷺ اپنی بیویوں میں سے نمبر وار ہر ایک کے یہاں رات کو رہتے تھے۔ باقی دن میں ایک مرتبہ عموماً عصر کے بعد ہر ایک کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ [صحیح بخاری و مسلم، زاد المعاد]

☆ حضور ﷺ اہل علم و عمل کی طرف پہلے توجہ فرماتے۔ ایک، دو یا تین، غرض جتنی بھی ضرورتیں کوئی لے کر آتا آپ ﷺ پوری فرماتے۔ دربارِ خاص میں دینی فضیلت کے لحاظ سے وقت دیا جاتا۔ دربارِ عام میں بھی ہر حاجت مند کی حاجت پوری فرماتے۔ ہر قوم کے شریف اور معزز لوگوں کی تعظیم کی جاتی۔ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے۔ دوستوں کی خبر گیری فرماتے۔ [زاد المعاد، مدارج النبوۃ]

☆ حضور ﷺ کی زبان مبارک فصاحت و بلاغت اور شیریں بیانی سے بھرپور ہوتی تھی۔ ٹھہر ٹھہر کر اور ہر کلمہ جدا جدا فرماتے۔ آپ ﷺ کی گفتگو مختصر اور با مقصد ہوتی۔ [زاد المعاد، سیرت النبی ﷺ]

☆ آپ ﷺ کی مجلس کی دو صورتیں ہوتی تھیں، جن پر آپ ﷺ وقت تقسیم فرماتے۔ ایک مکان کے اندر اور دوسری مکان کے باہر۔[صحیح بخاری]

☆ گھر کے اندر کے وقت کو آپ ﷺ تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک

حصہ بات چیت اور ہنسنے بولنے کے لیے اور ایک حصہ آرام کے لیے ہوتا تھا۔ آرام کے وقت میں سے بھی ایک حصہ امت کے کاموں کے لیے وقف فرما دیتے تھے۔ [زادالمعاد، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے تھے۔ اور ان کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

☆ ذہانت، تدبر، سچائی، دیانت داری، تواضع، عاجزی، رحم دلی، بہادری اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اُوصاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر پیدائشی تھے۔

[سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

بیان جوامع الکلم

خاتم الانبیاء احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک کے خصائص میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، فرمایا:

ترجمہ: ''مجھے جوامع الکلم دیا گیا اور میرے لئے کلام مختصر کیا گیا۔''

جوامع الکلم سے مراد وہ کلمات ہیں جو غایت اختصار میں ہوں اور معانی کثیرہ کے حامل ہوں۔ علماء نے اپنی وسعت اور طاقت کے اعتبار سے بعض ایسے کلمات جمع فرمائے ہیں اور خاص کر وہ خطوط و پیغامات جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہوں، حاکموں اور بڑے بڑے امرائے وقت کو ارسال فرمائے تھے۔ ان میں ہر قوم کو اسی کی زبان میں مخاطب فرمایا گیا ہے۔ علماء نے انہیں جمع کر کے ان کی شرح و تفسیر بیان کی ہے۔ ان میں سے کچھ کلمات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیۂ کمال اور زینتِ جمال کے حکم میں ہیں۔ تصور و خیال سے بیان کرتا ہوں کہ یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہوں گے۔

(۱) ترجمہ: ''ہر عمل کا دارو مدار نیت پر ہے''

(۲) ترجمہ: ''جو شخص عمدہ طریق پر اسلام لایا اس نے ہر لغویت سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔''

(۳) ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔''

(۴) ترجمہ: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(۵) ترجمہ: ''دین اوّل تا آخر نصیحت و بھلائی ہے۔''

(۶) ترجمہ: ''گویائی مصیبتیں پیدا کرتی ہے۔''

(۷) ترجمہ: ''محفلوں کی باتیں امانت ہیں۔''

(۸) ترجمہ: ''جس سے مشورہ لیا جائے، وہ بات کا امین ہے۔''

(۹) ترجمہ: ''برائی کو چھوڑنا صدقہ ہے۔''

(۱۰) ترجمہ: ''حیاء کامل بھلائی ہے۔''

(۱۱) ترجمہ: ''علم کی فضلیت، عبادت کی فضلیت سے بہتر ہے۔''

(۱۲) ترجمہ: ''صحت و فراغت خسارے کی نعمتیں ہیں، ان دونوں میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔''

(۱۳) ترجمہ: ''جس نے ملاوٹ کی، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(۱۴) ترجمہ: ''نیکی کی راہ دکھانے والا ایسا ہی ہے، جیسے اس نے نیکی کی۔''

(۱۵) ترجمہ: ''کسی چیز کی محبت اسے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔''

(۱۶) ترجمہ: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے محبت رکھتا ہے۔''

(۱۷) ترجمہ: ''اپنے اہل سے اپنی لاٹھی کو نہ اُٹھاؤ۔''

(۱۸) ترجمہ: ''تم میں بہتر وہ ہے، جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہے۔''

(۱۹) ترجمہ: ''جس کا عمل سست ہے، اس کا نسب چست نہ کرے گا۔''

(۲۰) ترجمہ: ''زیارت کر، ناغہ کے ساتھ، توشہ کر، محبت کے ساتھ۔''

(۲۱) ترجمہ: ''تم امن کی فراخیوں سے بچو۔''

(۲۲) ترجمہ: ''ہرگز نہیں چاہتا کوئی دین داری مگر وہ اس پر غالب ہوتا ہے۔'

(۲۳) ترجمہ: ''جو اپنے نفس کو دین دار بنا کر تھیلی تیار کرے وہ عمل کرے موت کے بعد کے لئے۔''

(۲۴) ترجمہ: ''فاجروہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اور خدا سے اُمید رکھے۔''

(۲۵) ترجمہ: ''لوگوں کا غالب ہونا شدید نہیں البتہ اپنے نفس کا غالب ہونا شدید ہے۔''

(۲۶) ترجمہ: ''حمد و ثناء کرنا مومن کی بہار ہے۔''

(۲۷) ترجمہ: ''قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ناپید نہیں ہوتا۔''

(۲۸) ترجمہ: ''خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔''

(۲۹) ترجمہ: ''لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرنا آدھی عقل مندی ہے۔''

(۳۰) ترجمہ: ''عمدہ طریق سے پوچھنا آدھا علم ہے۔''

(۳۱) ترجمہ: ''تدبیر کی مانند عقل نہیں ہے۔''

(۳۲) ترجمہ: ''زبان روکنے کی مانند پارسائی نہیں ہے۔''

(۳۳) ترجمہ: ''خوش خلقی کی مانند محبت نہیں ہے۔''

(۳۴) ترجمہ: ''رضاعت غیر طبعی ہے۔''

(۳۵) ترجمہ: '' ایمان حفاظت ہے۔''

(۳۶) ترجمہ: ''جو امانت دار نہیں، وہ ایمان دار نہیں۔''

(۳۷) ترجمہ: ''جو عہد کو پورا نہ کرے، وہ دیندار نہیں۔''

(۳۸) ترجمہ: ''آدمی کی خوب صورتی اس کی زبان کی فصاحت ہے۔''

(۳۹) ترجمہ: ''جہالت سے بڑھ کر سخت محتاجی نہیں ہے۔''

(۴۰) ترجمہ: ''عقل سے زیادہ پیاری تونگری نہیں ہے۔''

(۴۱) ترجمہ: ''کسی چیز کو کسی چیز سے جمع کرنا علم کو علم سے زیادہ اچھا نہیں ہے''

(۴۲) ترجمہ'' دنیا میں مثل مسافر کی مانند رہو اور اپنے آپ کو صاحب قبر شمار کرو''

(۴۳) ترجمہ: ''درگزری بندے کی عزت کو بڑھاتی ہے۔''

(۴۴) ترجمہ: '' تواضع درجہ کی بلندی ہی کو زیادہ کرتی ہے۔''

(۴۵) ترجمہ: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔''

(۴۶) ترجمہ: ''نیکی کا خزانہ مصائب کے چھپانے میں ہے۔''

(۴۷) ترجمہ: ''اپنے بھائی کو شرمسار نہ کرو کہیں خدا تمہاری گرفت نہ کرے اور تمہیں بھی اس میں آلودہ کرے۔''

ان کلمات میں سے ہر ایک کلمہ عجائب وغرائب اور دین ودنیا کے آداب پر مشتمل ہے اور یہ قاعدے دنیا وآخرت میں نیک بختی کو شامل ہیں۔ اس قسم کے کلمات بے شمار اور بے اندازہ ہیں۔ بالفعل اس وقت جو نظر میں آئے انہیں لکھ دیا۔ (مدارج نبوت، سیرت انتہائے کمال آقالا جواب)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو! یہ عہد نامہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمرو بن جزم رضی اللہ عنہ کے لئے جب ان کو یمن کی طرف عامل مقرر کر کے بھیجا۔ ان کو حکم دیا کہ تمام امور میں تقویٰ اور پرہیز گاری کو ملحوظ رکھیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے اور ان کو حکم دیا کہ حق کو مضبوط پکڑیں جیسا کہ اللہ کا حکم ہے۔ اور لوگوں کو خیر کا حکم دیں اور خیر کی بشارت سنائیں اور لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے معانی سمجھنے کا طریقہ بتلائیں اور لوگوں کو منع کر دیں کہ کوئی شخص قرآن مجید کو بغیر طہارت ہاتھ نہ لگائے اور لوگوں کو ان کے منافع اور مضار سے باخبر کریں، حق اور راہِ راست پر چلنے میں لوگوں پر نرمی کرنا اور ظلم کرنے کی حالت میں ان پر سختی کرنا۔ تحقیق اللہ جل شانہٗ نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ لعنت ہو اللہ کی ظالموں پر اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اعمالِ جنت سے خبر دینا اور جہنم سے ڈرانا اور اعمال جہنم سے آگاہ کرنا اور لوگوں کو اپنے سے مانوس بنانا تاکہ لوگ تم سے دین سمجھ سکیں اور لوگوں کو فرائض اور احکام حج اور احکام عمرہ کی تعلیم دینا اور نماز کے متعلق لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ اگر کوئی شخص چھوٹے کپڑے میں اس کو پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے، مگر یہ کہ وہ اس قدر کشادہ

ہو کہ اس کے دونوں کنارے اس کے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور لوگوں کو اس طرح کپڑا پہننے سے منع کر دیں کہ آسمان کے نیچے اس کی شرمگاہ کھلی رہے اور اس سے منع کر دیں کہ کوئی شخص گردن کی جانب میں بالوں کا جوڑا نہ باندھے اور اس سے منع کر دیں کہ جب آپس میں لڑائی ہو تو قبیلہ اور خاندان، قوم اور وطن کے نام پر نصرت اور حمایت کے لئے کوئی نعرہ نہ لگائیں، بلکہ ایک خدا کی طرف اور اس کے حکم کی طرف آنے کی لوگوں کو دعوت دیں اور جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے، بلکہ قبیلہ اور خاندان یعنی قوم اور وطن کی طرف بلائے تو ان کی گردنوں کو تلوار سے سہلایا جائے، یہاں تک کہ ان کا نعرہ اور آواز اللہ واحدہٗ لاشریک کے دین کی طرف ہو جائے، یعنی قبیلہ اور خاندان اور قوم اور وطن کے نعرہ سے باز آجائیں اور لوگوں کو وضو کو پورا کرنے اور نمازیں اپنے وقت میں ادا کرنے کا حکم دیں اور نماز میں رکوع وسجود پوری طرح کریں اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کریں اور صبح کی نماز غلس (تاریکی) میں پڑھیں اور ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھیں، یعنی زوال سے پہلے نہ پڑھیں اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں کہ جب آفتاب زمین پر اپنی دھوپ ڈال رہا ہو اور غروب کی طرف جا رہا ہو اور مغرب کی نماز رات کے آتے ہی پڑھیں، اس قدر تاخیر نہ کریں کہ ستارے نکل آئیں اور عشاء کی نماز رات کے اوّل ثلث میں پڑھیں اور جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو دوڑ کر مسجد پہنچیں اور جمعہ میں جانے سے پہلے غسل کریں اور یہ حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے اللہ کا حق خمس نکال لیں اور مسلمانوں کی زمین کی پیداوار میں سے صدقہ وصول کریں، جس زمین کو چشمہ کے پانی یا بارش کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو اس میں عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہے اور جس زمین کو کنویں کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو اس میں نصف العشر ہے (یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ) واجب ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں واجب ہیں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں واجب ہیں اور تیس گائیوں میں ایک گائے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری کی زکٰوۃ واجب ہے۔ یہ اللہ کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر فرض کیا ہے اور جو فریضہ سے زیادہ دے دے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی سچے دل سے دین اسلام قبول کرلے تو وہ اہل ایمان میں سے ہے اور اس کے حقوق اور احکام وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں اور جو اپنی یہودیت یا

نصرانیت پر قائم رہے اور اسلامی حکومت کا رعایا بن کر رہنا منظور ہو، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام ہر بالغ پر جزیہ کا دینا یا اس کے عوض کپڑے دینا اس پر لازم ہوگا۔ پس جو شخص جزیہ ادا کردے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری میں رہے گا یعنی اس کی جان اور مال اور ابرو سب محفوظ رہے گی اور جو شخص جزیہ دینے سے انکار کرے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔ اللہ کی صلوٰۃ وسلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(سیرت انتہائے کمال آقا لا جواب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

خطبہ تبوک

سیدنا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز تبوک میں خطبہ ارشاد فرمایا جو حکمت ودانائی سے لبریز ہے۔ سیدنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی زیبا حمد وثنا کے بعد فرمایا:

صدق وراستی میں سب سے بڑھا ہوا مجموعہ کلام اللہ کی کتاب ہے۔

بھروسے کی چیز کلمہ تقویٰ ہے۔

تمام ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔

تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف وبرتری حاصل ہے۔

تمام بیانات سے پاکیزہ ترین اور خوب ترین بیان قرآن مجید ہے۔

بہترین کام عزیمت کے کام ہیں۔

بدترین امور محدثات وبدعات ہیں۔

بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے۔

بہترین موت راہِ حق کے شہیدوں کی موت ہے۔

سب سے بڑھ کر بے بصارتی اور کوری، وہ گمراہی ہے جو انسان ہدایت پا لینے کے بعد اختیار کرے۔

بہترین اعمال وہ ہیں جن سے انسان کو دینی، اخلاقی اور مالی نفع حاصل ہو۔

بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جا سکے۔

بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہے۔

تھوڑا مال جو جائز ضرورتوں کے لئے کفایت کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو انسان کو غفلت میں ڈال دے۔

بدترین عذر خواہی اور توبہ وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔

بدترین ندامت وشرمساری وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

بعض لوگ جمعہ کے لئے آتے ہیں مگر ان کے دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو کبھی کبھی یاد کرتے ہیں۔

گناہوں میں سے عظیم تر جھوٹی زبان ہے۔

بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔

دانائیوں کا تاج خدائے عزوجل کا خوف ہے۔

دل نشینی کے لئے بہترین شے یقین ہے۔

شک وریب کفر کی ایک شاخ ہے۔

مردے پر نوحہ کرنا یعنی بین کر کے رونا جاہلیت کا کام ہے۔

خیانت دوزخ کی آگ ہے۔

نشہ آگ کا داغ ہے۔

شعر گوئی شیطانی کام ہے۔

شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔

یتیم کا مال کھانا بدترین روزی ہے۔

سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

آصل بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو۔

انسان کا سرمایہ عمل اس کا بہترین انجام ہے۔

بدترین خواب جھوٹا خواب ہے۔

جو بات ہونے والی ہے، اس کا وقت قریب ہے۔

مومن کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

مومن کا گوشت کھانا (یعنی اس کی غیبت کرنا) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے ہے۔

مومن کا مال بھی اسی طرح دوسرے ک لئے حرام ہے جس طرح خون حرام ہے۔

جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے استغنا کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اسے جھٹلاتا ہے۔

جو کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اس کے عیبوں پر پردہ ڈالا جائیگا۔

جو دوسروں کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آتا ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے ساتھ عفو درگزر کا برتاؤ کرے گا۔

جو غصہ پی جائے گا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے اجر سے نوازے گا۔

جو نقصان پر صبر کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اسے اچھا بدلہ دے گا۔

جو چغلی پھیلاتا ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔

جو صبر کرتا ہے، اللہ جل جلالہٗ اسے بڑھاتا ہے۔

جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ جل شانہٗ اسے عذاب دیگا۔ (سیرت انتہائے کمال آقا لاجواب)

خطبۂ جمعہ (بنی سالم بن عوف۔ مدینہ)

''**حمد اور تعریف اللہ کیلئے** ہیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور مدد اور بخشش اور ہدایت اسی سے مانگتا ہوں،

میرا ایمان اسی پر ہے۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا بلکہ اس کی نافرمانی کرنے والوں سے دشمنی رکھتا ہوں۔ میری گواہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اسی نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے زمانے میں بھیجا ہے جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہیں آیا تھا اور علم گھٹ گیا اور گمراہی بڑھ چکی تھی۔ اسے آخری زمانہ میں قیامت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا ہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتا ہے وہی راہ پانے والا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے اور حکم نہیں مانتا ہے وہ بھٹک گیا ہے، درجہ سے گر گیا اور سخت گمراہی میں پھنس گیا۔''

مسلمانو! میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں وصیت جو ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کر سکتا ہے وہ یہی وصیت ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور اللہ سے ڈرنے کی لئے کہے۔

لوگو! جن باتوں سے اللہ نے تم کو پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے ان سے پرہیز کرو اس سے بڑھ کر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر ذکر ہے۔ یاد رکھو کہ حالات آخرت میں اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈر کر کام کر رہا ہے، تقویٰ بہت ہی بہتر مددگار ثابت ہوگا اور جب کوئی شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ خفیہ وظاہر میں ٹھیک ٹھاک رکھے گا اور ایسا کرنے میں اس کی نیت بھی خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا میں ذکر اور موت کے بعد اس کے لئے ذخیرہ بن جائے گا لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا اس کے بارے میں اللہ کا یہ ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''انسان پسند کرے گا کہ اس کے اعمالِ بد، اس سے دور ہی رکھے جائیں (تا کہ وہ ان کو دیکھ کر شرمندہ نہ ہو)

اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تو اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے''

اور جس نے اللہ کے حکم کو سچ جانا اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اس کی بابت یہ فرمان الٰہی موجود ہے کہ:

''ہمارے ہاں بات نہیں بدلا کرتی اور میں اپنے بندوں میں ناحق ظلم کرنے والا بھی نہیں ہوں''۔

مسلمانو! اپنے موجود اور آئندہ ظاہر اور باطن کاموں میں اللہ کا ڈر سامنے رکھو کیونکہ تقویٰ والوں کی

برائیاں معاف کردی جاتی ہیں ان کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے تقویٰ والے لوگ وہ ہیں جو اپنی بہت بڑی مراد کو پہنچ جائیں گے۔ یہ تقویٰ ہی تو ہے جو اللہ کی بیزاری، خفگی اور اس کے عذاب کو دور کر دیتا ہے، یہ تقویٰ ہی تو ہے جو چہرے کو درخشاں پُرنور، پروردگار کو خوش اور درجات کو بلند کر دیتا ہے۔

مسلمانو! دنیا میں حلال طور پر خوب خوب مزے حاصل کرو مگر اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ کرو۔ اللہ نے اسی لئے تم کو اپنی کتاب سکھائی اور اپنا راستہ دکھلایا ہے کہ سچے لوگوں اور جھوٹے لوگوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔

لوگو! اللہ نے تمہارے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا ہے تم بھی لوگوں کے ساتھ احسان کا سلوک کرو اور جو اللہ کے دشمن ہیں ان کو اپنا دشمن جانو اور اللہ کے راستے (اسلام) میں پوری ہمت اور توجہ سے کوشش کرو۔ اسی نے تم کو اپنا پیارا بندہ بنایا ہے اور تمہارا نام ''مسلمان'' رکھا ہے تا کہ جو اسلام قبول نہ کرے وہ روشن دلیلیں دیکھتا ہوا ہلاک ہو جائے اور اسلام قبول کر کے جو زندگی پانے والا ہو وہ روشن دلائل پر زندگی پائے اور سب نیکیاں اللہ کی مدد سے ہوتی ہیں۔

لوگو! اللہ کا ذکر کیا کرو اور آخرت کے لئے نیک عمل کرو کیونکہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھتا ہے اللہ پاک اس کے اور لوگوں کے معاملات کے درمیان درستگی پیدا کر دیتا ہے بے شک اللہ پاک کا حکم بندون پر چلتا ہے ہر وقت جاری ہے اور اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے اور اللہ بندوں کا مالک ہے اور بندوں کو اللہ کے سامنے کچھ بھی اختیار حاصل نہیں ہے۔

لوگو! آخر میں یاد رکھو! اللہ پاک سب سے بہت ہی بڑا ہے اور ہم کو نیک کاموں کی طاقت صرف اس کی عظمت والے فضل سے ملتی ہے۔ (رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''مبارک ہیں وہ بندے، بندیاں جو اللہ کے سچے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس پاکیزہ خطبہ کو سن کر خوب یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں''۔ آمین!

خطبہ حجۃ الوداع

ذی الحجہ 10 ھ (فروری 632ء) کو حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرامؓ کے ساتھ بموقع حجتہ الوداع میدانِ عرفات میں نمرہ کے مقام پر کمبل کے ایک خیمے میں وقوف فرمایا اور قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوکر کائناتِ انسانی کے نام اپنے آخری پیغام میں ارشاد فرمایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ کائنات انسانی کے لئے آزادی کا چارٹر اور حسن اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ ہے۔

''اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے کوئی اُس کا ساجھی نہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اُس نے اپنے بندے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔لوگو! میری بات سنو۔ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہوسکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کرسکوں گا)۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ'' انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو۔تم میں زیادہ عزت و کرامت والا وہی ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے''۔

چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عرب کو عجمی پر فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عرب پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے، ہاں بزرگی اور فضیلت و برتری کے سارے دعوے،خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جاچکے ہیں بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات اعلیٰ حالہ باقی رہیں گی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا'' قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہوا اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

قریش کے لوگو! اللہ نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔ لوگو! تمہارے جان و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ کیلئے قطعاً حرام کردی گئیں۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسے تمہارے اس دن کی اور اس ماہِ مبارک (ذی

الحجہ) کی ۔خاص کر اس شہر یعنی مکہ کی اہمیت ۔تم سب اللہ کے سامنے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت باز پُرس فرمائے گا۔ دیکھو! کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں کشت و خون کرنے لگو۔

اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔ لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو، دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا۔ اب میں معاف کرتا ہوں۔ دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں۔ عباس ابنِ عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے۔ اب یہ ختم ہو گیا۔

لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے لئے وصیت نہ کرے۔ بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ کے ہاں ہو گا۔ جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ۔قرض قابل ادائیگی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہئے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہے وہ تاوان ادا کرے۔ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے بلا اجازت کچھ لے۔ سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ اپنے آپ پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔ دیکھو تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں اور کوئی کھلی

بے حیائی کا کام نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو اللہ کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔ عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں چنانچہ ان کے بارے میں اللہ کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں اللہ کے نام پر حاصل کیا ہے اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں۔

لوگو! میری بات سمجھ لو، میں نے حقِ تبلیغ ادا کر دیا۔ میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اِس شہر میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اُس کی بات مان لی جائے اور وہ اِسی پر راضی ہو جائے۔ اس لئے تم اُس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔ **لوگو!** اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو، اپنے اللہ کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہلِ اَمر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔ سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کے یہ احکام اور یہ باتیں اُن لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

لوگو! تم سے میرے بارے میں (اللہ کے ہاں) سوال کیا جائے گا، بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ ''لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین کی امانت پہنچا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حقِ رسالت ادا فرمایا اور ہماری خیر خواہی فرمائی''۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی جانب اُٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا ''اللہ گواہ رہنا! اللہ گواہ رہنا! اللہ گواہ رہنا!

[رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اقتباسات)]

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز کی دیگر مطبوعات

چک شاہ پور، 2 کلومیٹر ہرن مینار موٹروے انٹرچینج، حافظ آباد روڈ شیخوپورہ پنجاب پاکستان
Cell: 0321-4110922, 0300-5115922 Email: almustafamarkz@gmail.com